صدّیقۂ کبریٰ حضرت فاطمۂ زہراؑ
کے بصیرت افروز

خطبات

علامہ سید ابن حسن نجفی

صدیقۂ کبریٰ حضرت فاطمہ زہراؑ

کے

بصیرت افروز

خطبات

تحقیق۔ تقدیم اور ترجمہ

حضرت آیۃ اللہ
علامہ سید ابن حسن نجفی

عباس بک ایجنسی
رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ
فون نمبر 647590, 501816

صدیقۂ کبریٰ حضرت فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا
کے
بصیرت افروز خطبات

تحقیق - تقدیم - ترجمہ

حضرت آیت اللہ علامہ سید ابنِ حسن نجفی

پیشکش ________ سید شمس نجفی

تزئین ________ انور کمال

کتابت ________ سید جعفر صادق

ہدیہ چالیس -/۴۰ روپیہ

ناشر

ادارۂ تمدنِ اسلام کراچی پاکستان

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ

فون نمبر 647590, 501816

اشاریہ

صفحہ

بسم الله الرحمن الرحيم

حرفِ تقدیم ــــ!

جناب زینبِ کبریٰ کے تاریخ ساز اور عہد آفریں خطبے جیسے ہی چھپ کر منظرِ عام پر آئے، قدر دانوں کی جانب سے اس پیش کش کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی!

اور اسی لیے بار بار ہمیں اس کی اشاعت کی تجدید کرنا پڑی۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اہلِ نظر کا اصرار تھا کہ اگر خاتونِ جنت جناب فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا کے خطبے بھی اسی طرز و روش سے شائع کر دیے جائیں تو اردو زبان کے ایمانی ادب میں ایک گراں بہا اضافہ ہو جائے گا۔

ادارۂ تمدنِ اسلام کے کارپردازوں نے اس خواہش کو حجۃ الاسلام علامہ نجفی تک پہنچا دیا۔ علامہ صاحب نے جواباً

ارشاد فرمایا کہ وہ آج کل صدیقۂ کبریٰ حضرت فاطمۂ زہراؑ کی حیاتِ طیبہ پر کتاب مرتب کر رہے ہیں اور سیّدۂ عالمؑ کے خطبے اس کا اہم جز وہیں۔ اب کرم فرماؤں کی فوری طلب ہے تو اس حصّے کو پہلے چھاپ دیجیۓ۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں قلم کا کام پورا ہوا، خطبات ہمیں مل گئے۔ اور اب طباعت کی منزلیں طے کر کے کتاب معزز پڑھنے والوں کے سامنے ہے۔

اللہ کرے حسبِ سابق علم دوست طبقے کو ہماری یہ محنت بھی پسند آئے۔

ادارۂ تمدّنِ اسلام
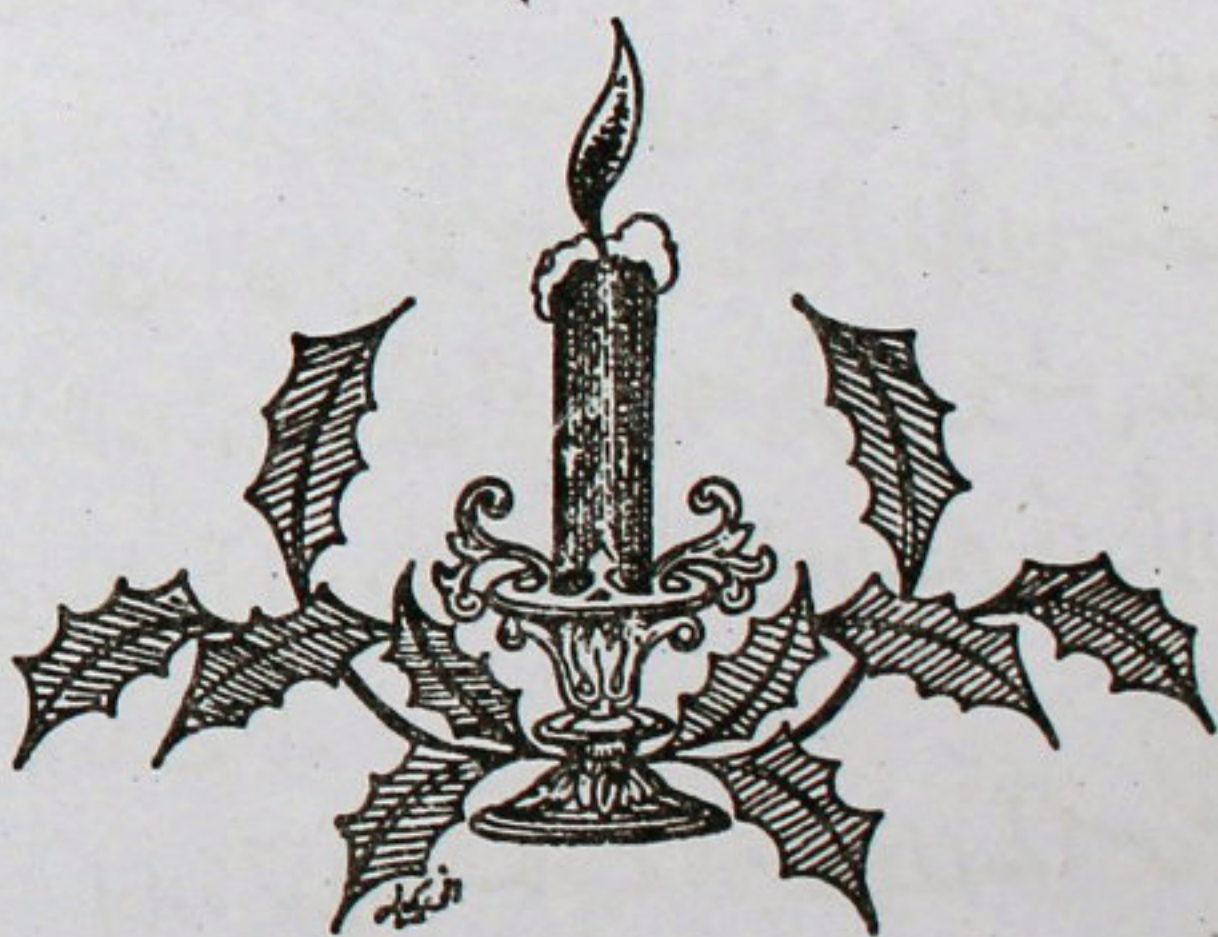
یہ خُطبے ——— ؟!

مخدومۂ عالم کے یہ خطبے متن وسند کے لحاظ سے اس مایۂ ناز علمی ذخیرے میں شمار ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے دانشوروں کے معتبر مجموعوں میں صدیوں سے محفوظ ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ ان وثائق کو بھی ان اہم دستاویزوں کے مرحلوں سے گزُرنا پڑا جو وقت کی حکومت کے لئے ناقابلِ قبول رہی ہیں! اور کون نہیں جانتا کہ جو تحریر، تقریر یا تخلیق کسی ہیئتِ حاکمہ کے سیاسی مزاج کے خلاف ہو تو اسے بہرحال ریاستی جبر کا سامنا کرنا پڑتا ہے! ——— جیسے،

نشر واشاعت پر پابندی،

عوام تک پہنچنے کے ذریعوں سے محرومی!

اور یہ سوچ کر کہ اِس نامرغوب خطاب یا غیر مطلوب کتاب کے مضامین بعض اصول پسند اور ذمّہ دار اشخاص کے وسیلے کسی وقت بھی دنیا کے سامنے آسکتے ہیں۔ لٰہذا پیش بندی کے طور پر ایک حرکت یہ کی جاتی ہے کہ اس طرح کے کاموں کو مشکوک بنا دیا جائے ــــــــ!

چنانچہ بااختیار بزرگوں کا اشارہ پاتے ہی انتظامیہ جاگ اُٹھتی ہے۔ مفاد پرست عناصر مستعد ہو جاتے ہیں۔ ابلاغِ عامّہ کے کارپرداز تردید و تحریف کی مہم سر کرنے لگتے ہیں، اور ساتھ ہی ساتھ ذہنی دہشت انگیزی کا ہر حربہ آزمایا جاتا ہے!

اربابِ اقتدار اور ان کے ہمنوا اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے اِس حد تک زمین ہموار کر لیتے ہیں کہ عرصۂ دراز تک عوام الناس دھوکے پر دھوکا کھاتے رہتے ہیں!

فخرِ مریمؑ جناب فاطمۂ زہراء سلام اللہ علیہا کے ان قیامت خیز اور فکر انگیز خطبوں کے ساتھ بھی زمانے کے ہاتھوں وہی سلوک ہوا جو سرکارِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "خطبۂ غدیر" کے سلسلے میں روا رکھا گیا! یعنی۔ یہ مستقبل ساز

اور حکمت طراز شاہکار کسی طریقے سے سلوتر نہ بچے، کہیں اس کا چرچا نہ ہوسکے اور کبھی بات نکلے بھی تو کوئی اور توجیہ کردی جائے!

لیکن دانش و آگہی کی روشنی جب تیز ہوتی ہے تو حقیقت کو ایک نہیں کئی آنکھیں اور کئی زبانیں مل جاتی ہیں!

پہلے تو سیدۂ عالمؑ کی یہ رہنما تقریر اس وقت کے صاف شفاف دلوں اور سنبھلے ہوئے دماغوں کی تہوں پر نقش ہوگئی۔ پھر اس دور سے تعلق رکھنے والی متوازن ہستیوں نے آپس میں اس کی ترسیل کا فریضہ انجام دیا۔ ایک نے دوسرے کو یہ جواھر پارے منتقل کیے اور اس عنوان سے آنے والی نسلوں تک اس بیش بہا سرمائے کو پہنچانے کے راستے بھی نکل آئے۔

چنانچہ تیسری صدی ہجری کے معروف ادیب اور مشہور مورخ ابنِ طیفور لکھتے ہیں کہ: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے صاحبزادے جناب زید شہید کا بیان ہے۔ [1]

---

[1] یادداشت: روایت کا ماخذ محلِ نظر ہے۔ املاء۔ بیان۔ نقل اور لکھائی چھپائی وغیرہ میں کہیں نا کہیں ذرا سی بھول چوک ہوئی ہے۔ کیونکہ بُعدِ زمانی کے سبب ابن طیفور جناب زید کی خدمت میں نہیں حاضر ہوئے۔ ہاں! جناب زید شہید کے ایک صاحبزادے تھے حسین ذوالدمعہ (باقی اگلے صفحے پر)

"جدّہ ماجدہ کے ارشادات خاندانِ ابوطالبؑ
میں سب کو ازبر تھے۔ ہمارے بڑے اپنے
بزرگوں کے حوالے سے ہمیں یہ خطبے یاد کرواتے
تھے۔ بلکہ جو لوگ بھی دامنِ اہلِ بیتؑ کو تھامے
ہوئے تھے وہ سب کے سب باہمی طور پر
ان کی تعلیم میں منہمک رہتے تھے۔"

اور یہ جملہ بھی جناب زید ہی کی زبانی مذکور ہے:

"مجھے میرے پدر عالیقدر حضرت علی ابن الحسینؑ
نے یہ کلام حفظ کروایا تھا۔"

بلاغات النّسار صفحہ ۲۱

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے پیوستہ) اسی لیے آپ کو ابو الحسین کہا جاتا تھا۔ نیز حسین ذوالدمعہ کے ایک پرپوتے بھی ابوالحسین کہلاتے تھے۔ ان کا شمار بھی تاریخ ساز ہستیوں میں ہوتا ہے۔ اور ابن طیفور نے ان کا زمانہ دیکھا تھا۔ اب اگر ابن طیفور کی یہ عبارت ذکرت لابی الحسین زید بن علی ابن الحسین ..... اس طرح پڑھی جائے ذکرت لابی الحسین حفید زید ابن علی ابن الحسین ..... (زید ابن علی ابن الحسینؑ کے پرپوتے ابوالحسین سے میں نے جناب فاطمہؑ کی تقریر کا تذکرہ کیا ......) تو پھر کوئی اشکال نہیں رہتا۔ باقی حوالے درست ہیں۔ نجفی

فَنِعْمَ الْحَكَمُ اللّٰهُ وَالزَّعِيْمُ مُحَمَّدٌ

وَالْمَوْعِدُ الْقِيَامَةَ، وَعِنْدَ السَّاعَةِ

يَخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ

وَلَا يَنْفَعُكُمْ إِذْ تَنْدَمُوْنَ وَ (لِكُلِّ

نَبَاءٍ مُسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ)

(مَنْ يَأْتِيْهِ عَذَابٌ يُخْزِيْهِ

وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيْمٌ)

جہاں میرِ عدالت اللہ ہو گا۔ جو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔
اور محمد مصطفیٰؐ ہماری وکالت فرمائیں گے۔
سنو! داوری کی جگہ عرصۂ قیامت ہے۔ اور جب وہ گھڑی آئے گی تو سارے باطل پرست نقصان اُٹھائیں گے۔
اُس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ملے گا ——
اور ہر خبر اپنے وقت پر ظاہر ہوتی ہے۔ نیز جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ [۱]
کہ ——
اِس عذاب کی زد میں آکر کون رُسوا ہوتا ہے۔ اور سدا رہنے والی وہ مصیبت کس پر نازل ہوتی ہے؟ [۲]

---

[۱] سورۂ انعام۔ آیت: ٦٧
[۲] سورۂ زمر۔ آیت: ٤٠

۸
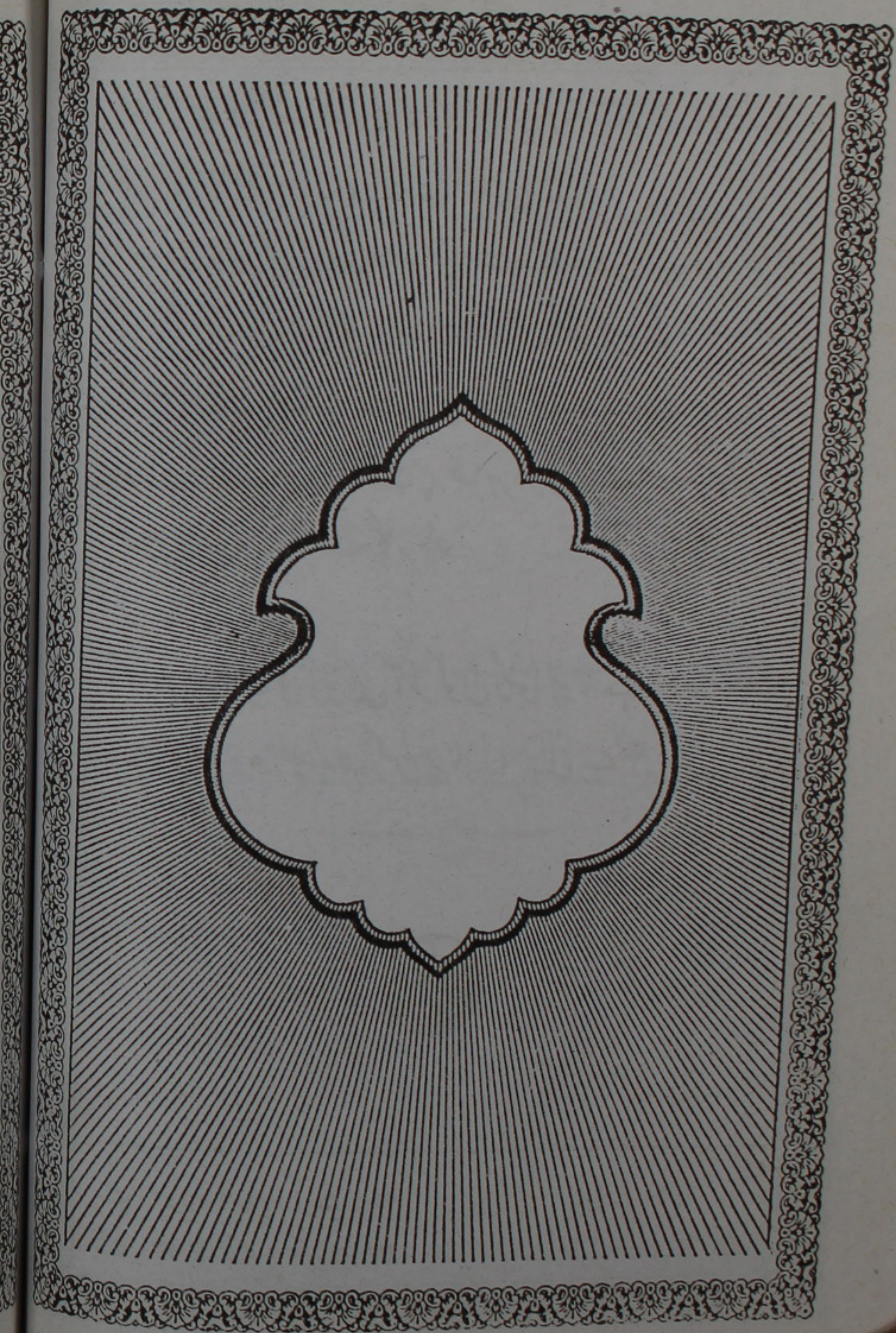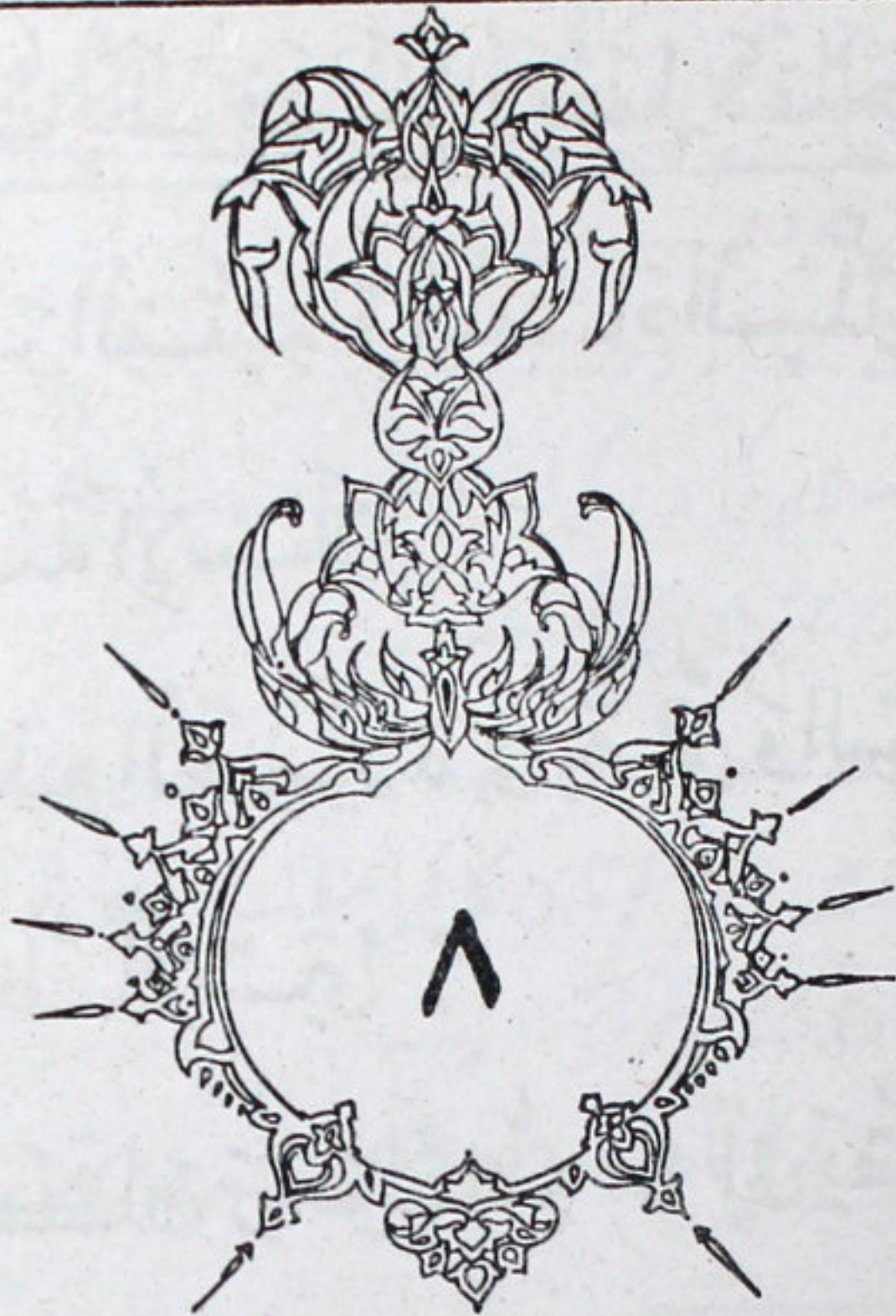
جماعت انصار
سے
خطاب

ثُمَّ رَمَتْ بِطَرْفِهَا نَحْوَ الْأَنْصَارِ فَقَالَتْ:

يَا مَعْشَرَ الْفِتْيَةِ وَأَعْضَادَ الْمِلَّةِ

وَحَضَنَةَ الْإِسْلَامِ!

مَا هٰذِهِ الْغَمِيزَةُ فِي حَقِّي وَالسِّنَةُ

عَنْ ظُلَامَتِي؟

أَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ص أَبِي يَقُولُ:

اَلْمَرْءُ يُحْفَظُ فِي وُلْدِهِ

سَرْعَانَ مَا أَحْدَثْتُمْ وَعَجْلَانَ

ذَا إِهَالَةً

وَلَكُمْ طَاقَةٌ بِمَا أُحَاوِلُ وَقُوَّةٌ عَلَىٰ

مَا أَطْلُبُ وَأُزَاوِلُ

پھر آپؑ نے انصار کی طرف متوجّہ ہو کر ارشاد فرمایا:

جواں مَردو ــــــــ!

مِلّت کے بازوؤ ــــــــ!

اسلام کی مدد کرنے والو ــــــــ!

میرے حق میں یہ غفلت!

اِس درجہ تساہل ــــــــ! اور میرے ساتھ انصاف کرنے میں اِتنی کوتاہی کا کیا مطلب ہے؟

کیا اللہ کے رسولؐ اور ــــــــ

میرے پدرِ نامدار نے یہ نہیں فرمایا تھا ــــــــ

کہ ــــــــ

جن شخصیتّوں کی تعظیم کی جائے اُن کی اولاد کا احترام بھی ضروری ہے، کس تیزی سے ــــــــ

تم نے بدعتیں پھیلائیں اور کتنی جلدی تمہارے ــــــــ چھپے اِرادے سامنے آگئے!

حالانکہ تم ــــــــ

میرے مقصد میں تعاون کرسکتے تھے، اور میرا منشاء پُورا کرنے کی سکت بھی رکھتے ہو۔

اَتَقُولُونَ مَاتَ مُحَمَّدٌ (ص) ؟

فَخَطْبٌ جَلِيلٌ اِسْتَوْسَعَ وَهْيُهُ

وَاسْتَنْهَرَ فَتْقُهُ وَانْفَتَقَ رَتْقُهُ ،

اُظْلِمَتِ الْاَرْضُ لِغَيْبَتِهِ

وَكُسِفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَانْتَثَرَتِ

النُّجُومُ لِمُصِيبَتِهِ

وَاَكْدَتِ الْاٰمَالُ وَخَشَعَتِ الْجِبَالُ

وَاُضِيعَ الْحَرِيمُ وَاُزِيلَتِ الْحُرْمَةُ

عِنْدَ مَمَاتِهِ ،

فَتِلْكَ وَاللّٰهِ النَّازِلَةُ الْكُبْرٰى

وَالْمُصِيبَةُ الْعُظْمٰى

کیا اب تم ـــــــــ

یہ بہانہ بناؤ گے کہ محمدؐ تو اِس دُنیا میں رہے نہیں ـــــ!

ہاں ـــــ!

اُن کی رحلت ایک عظیم سانحہ ہے۔ اِسلام کی عمارت میں وہ دراڑ پڑی ہے جو وقت کے ساتھ چوڑی ہوتی جا رہی ہے۔

بہت بڑا رخنہ ـــــ!

ایسا شگاف جسے کسی طور نہیں بھرا جا سکتا ـــــ!

اُن کے رُخصت ہو جانے سے زمین پر اندھیرا چھا گیا!

اِس حادثے کے باعث ـــــ

سُورج گہنا گیا ـــــ چاند کی روشنی پھیکی پڑ گئی!

ستاروں کی رونق جاتی رہی!

سارے ارمان خاک میں مِل گئے ـــــ! پہاڑوں کی شان و شوکت میں فرق آگیا!

پیغمبر کریمؐ کے سفرِ آخرت سے نہ ہماری کوئی عزّت رہی اور نہ حضورؐ ہی کے احترام کا لحاظ رکھا گیا ـــــ!

بخدا ـــــ!

یہ بہت بڑی واردات اور عظیم حادثہ ہے!

لَا مِثْلَهَا نَازِلَةٌ وَلَا بَائِقَةٌ عَاجِلَةٌ

اَعْلَنَ بِهَا كِتَابُ اللّٰهِ جَلَّ ثَنَائُهُ فِیْ

اَفْنِيَتِكُمْ هِتَافًا وَصُرَاخًا وَتِلَاوَةً وَاِلْحَانًا

وَلَقَبْلَهُ مَاحَلَّ بِاَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ،

حُكْمٌ فَصْلٌ وَقَضَاءٌ حَتْمٌ

(وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ

عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ

يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ

يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا

صحنِ عالم میں ـــــــــــ
نہ اِس جیسا کوئی دل ہلا دینے والا واقعہ پیش آیا، اور نہ
چشمِ فلک نے کبھی اِتنی بڑی مُصیبت دیکھی ـــــــ!
اللہ کی کتاب نے ـــــــــــ
پیش گوئی کر دی تھی ـــــــ اور لوگ قرآنِ حکیم کی ان
آیتوں کو اپنے گھروں میں ـــــــــ
شام وسحر، زور، زور، دھیمی آواز میں ـــــــ اور
خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے رہتے تھے۔
مَوت برحق ہے ـــــــــــ
اور قبل ازایں خدا کے بھیجے ہوئے تمام نبیوں کو اِس
صُورتِ حال سے دوچار ہونا پڑا۔
یہ قدرت کا ایک حتمی فیصلہ اور قطعی حُکم ہے ـــــ!
وہ محمدؐ! بس ـــــــ! اللہ کے ایک رسولؐ ہیں۔
اُن سے پہلے اور پیمبر بھی گزر چکے ہیں۔
اب اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا
تم پیچھے کی طرف پھر جاؤ گے؟
اور جو منحرف ہو گا اُس سے اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا!

(۱) اب ابنِ طیفور کا نام آہی گیا ہے تو یہ بھی بتاتے چلیں کہ نامی گرامی محقق ابو الفضل احمد بن طاھر عرف ابنِ طیفور (۲۰۴ھ - ۲۸۰ھ) نے مامون الرشید کا زمانہ پایا تھا۔ اور اس دور میں "فکر و قلم" کو چونکہ تھوڑی سی آزادی حاصل تھی۔ نیز ہر طرح کا لٹریچر علماء اور کتب خانوں تک پہنچ رہا تھا۔ بنا بریں پہلی مرتبہ اس حق پسند مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد، ادب میں رچی ہوئی اپنی تاریخی کاوش "بلاغات النساء" میں ان خطبوں کو شامل کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اور تین سلسلوں سے وہ ان کی سند لائے ہیں!

خیال رہے کہ موصوف کا تعلق سوادِ اعظم سے ہے۔ اور ان ہی کی طرح اس مکتبِ فکر سے وابستہ بڑے بڑے صاحبانِ علم و فضل اور جانے پہچانے قلمکار جن کی کتابوں کو مسلمانوں کے تمام فرقے شوق سے پڑھتے ہیں، انھوں نے بھی خاتونِ جنتؑ کی کوثر جیسی زبان سے نکلے ہوئے ان سچے موتیوں کو اکٹھا کر کے اپنے اپنے مجموعوں کی سج دھج بڑھائی ہے۔!

(۲) اس ضمن میں اکثریتی طبقے کے ایک اور قابلِ احترام

وَسَيَجْزِى اللهُ الشَّاكِرِيْنَ)

اَيُّهَا بَنِى قَيْلَةَ، أُهْضَمُ تُرَاثَ اَبِى ؟

وَاَنْتُمْ بِمَرَاىً مِنِّى وَمَسْمَعٍ

وَمُنْتَدىً وَمَجْمَعٍ ،

تَلْبَسُكُمُ الدَّعْوَةُ وَتَشْمَلُكُمُ الْخُبْرَةُ

وَاَنْتُمْ ذَوُوالْعَدَدِ وَالْعُدَّةِ وَالْاَدَاةِ

وَالْقُوَّةِ وَعِنْدَكُمُ السِّلَاحُ وَالْجُنَّةُ

تُوَافِيْكُمُ الدَّعْوَةُ فَلَا تُجِيْبُوْنَ

وَتَأْتِيْكُمُ الصَّرْخَةُ فَلَا تُغِيْثُوْنَ

البتہ ــــ!

جو خدا کے شُکر گزار بندے ہیں اُنھیں وہ اس کا صِلہ دے گا۔“[۱]

ہاں ــــ! قَیلہ[۲] کے فرزندو ــــ!

میرے باپ کی میراث مجھ سے چھینی جائے،

وہ بھی تمھاری آنکھوں کے سامنے ــــ!

تم سُن رہے ہو ــــ تمھاری محفلوں میں اس کے تذکرے ہیں۔ تمھارے مجمعوں میں اِس کے چرچے ہیں ــــ!

میری آواز بھی تم تک پہنچ چکی ہے اور میری بات سے بھی تم سب آگاہ ہو!

پھر تمھاری تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ تمھارے پاس رسد بھی ہے۔ قوّت بھی ہے۔ ہتھیار بھی ہیں اور دفاعی سامان بھی ہے۔

مگر اِس کے باوجود ــــ،

میری پُکار سنتے ہو اور دَم سادھ لیتے ہو۔ میری فریاد تمھارے کانوں سے ٹکراتی ہے اور جواب نہیں دیتے!

---

[۱] سورۂ آلِ عمران۔ آیت: ۱۴۴

[۲] انصار کے مشہور و معروف قبیلے ”اوس و خزرج“ جن محترم خاتون سے قابلِ فخر نسبت رکھتے ہیں اُن کا نام تھا: قیلہ بنت کاہل۔

وَاَنْتُمْ مَوْصُوْفُوْنَ بِالْكِفَاحِ،

مَعْرُوْفُوْنَ بِالْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ،

وَالنُّخْبَةُ الَّتِيْ انْتُخِبَتْ وَالْخِيَرَةُ الَّتِيْ

اُخْتِيْرَتْ لَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ،

قَاتَلْتُمُ الْعَرَبَ وَتَحَمَّلْتُمُ الْكَدَّ وَالتَّعَبَ

وَنَاطَحْتُمُ الْاُمَمَ وَكَافَحْتُمُ الْبُهَمَ،

لَانَبْرَحُ اَوْتَبْرَحُوْنَ نَاْمُرُكُمْ فَتَاْتَمِرُوْنَ

حَتّٰى اِذَا دَارَتْ بِنَا رَحَى الْاِسْلَامِ

وَدَرَّحَلَبُ الْاَيَّامِ

وَخَضَعَتْ نَعْرَةُ الشِّرْكِ وَسَكَنَتْ

فَوْرَةُ الْاِفْكِ

حالانکہ بہادری تمہارا طُرّۂ امتیاز۔ اور خیر وصلاح کی خُوبیاں تمہاری شناخت بن چکی ہیں۔

تم رسولؐ کے پسندیدہ لوگوں میں گِنے جاتے ہو ——

اور ——

حضورؐ ہی کے چُنے ہوئے اشخاص میں تمہارا شمار ہوتا ہے۔

عربوں کے مقابلے پر تم ہی آئے ——

اور ——

ہر طرح کی مُشکلوں، سختیوں اور اذیّتوں کا سامنا کیا!

تم ہی تھے ——

جو مختلف قوموں سے نبرد آزما ہوئے —— اور بڑے بڑے جیالوں کا سر جُھکا دیا —— !

اِس میں شک نہیں!

کہ تم نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا —— ہماری بات مانی۔

ہم نے جو کہا اُسے دل سے منظور کیا!

یہاں تک کہ اسلام کا دامن پھیل کر ہمہ گیر بنا اور اس کے ثمرات سب کا مقسوم قرار پائے۔

شرک کے نعرے دَبے —— جھُوٹ کا زور ٹوٹا!

وَخَمِدَتْ نِيرَانُ الْكُفْرِ وَهَدَأَتْ
دَعْوَةُ الْهَرَجِ ،
وَاسْتَوْسَقَ نِظَامُ الدِّيْنِ
فَأَنّٰى حِرْتُمْ بَعْدَ الْبَيَانِ وَأَسْرَرْتُمْ
بَعْدَ الْإِعْلَانِ
وَنَكَصْتُمْ بَعْدَ الْإِقْدَامِ وَأَشْرَكْتُمْ
بَعْدَ الْإِيْمَانِ ؟
(أَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَكَثُوْا
إِيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ
وَهَمُّوْا بِإِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ
وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ

کُفر کی آگ بُجھی
____
اور ________
تخریب کاری کی جُرأت مات کھا گئی ________!
کیونکہ ________
دین کا نظام مُستحکم ہو گیا تھا۔
مگر یہ بتاؤ کہ ________
حقیقت روشن ہونے کے بعد تم حیران کیوں ہو ________؟
اور ________
واقعات کے الم نشرح ہونے کے ساتھ اُن پر پردے کیوں ڈالنے لگے؟
آگے بڑھنے والے پیچھے کی طرف پلٹ گئے ________
اور ________
جو ایمان لائے تھے وہ شرک کی راہوں پر چل پڑے۔
وہ کیا تم اُن سے برسرِ پیکار نہیں ہو گے ________
جو اپنے قول و قرار سے پھر جاتے ہیں،
اور جنھوں نے رسولؐ تک کو ملک بدر کرنے کا ________
منصوبہ بنایا تھا ________
ہاں! ان ہی لوگوں نے زیادتی شروع کی تھی۔

اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ

اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ)

اَلَا وَقَدْ اَرىٰ اَنْ قَدْ اَخْلَدْتُمْ

اِلَى الْخَفْضِ

وَ اَبْعَدْتُمْ مَنْ هُوَ اَحَقُّ بِالْبَسْطِ وَالْقَبْضِ

وَخَلَوْتُمْ بِالدِّعَةِ وَ نَجَوْتُمْ

مِنَ الضِّيْقِ بِالسَّعَةِ فَمَجَجْتُمْ

مَا وَعَيْتُمْ وَدَسَعْتُمُ الَّذِىْ تَسَوَّغْتُمْ

(فَاِنْ تَكْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ)

کیا تم اُن سے ڈرتے ہو ــــــ؟
اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو ــــــــــ اُسے
اِس کا زیادہ حق ہے۔"[۱]

اچھا ــــ!
میں دیکھ رہی ہوں کہ تم خاصے تن آسان بن گئے ہو!
اور وہ ــــــــــــ
جو ریاست کا نظم ونسق چلانے کا اہل تھا ــــــ اُس سے
کنارہ کش ہو رہے ہو!
نیز تم نے ــــــ
اپنے لیے کُنجِ عافیت تلاش کرلیا۔ تنگ دستی سے نکل کر
دھن دولت سمیٹنے میں لگ گئے ہو!
تمھارے دل کی بات سامنے آگئی ــــــــــــ تم نے اپنے
سارے کیے دھرے پر پانی پھیر دیا ــــــــــــ
"اگر تم اور زمین کے سارے باسی بھی کُفر کو اپنا شعار
بنالیں تو اللہ بے نیاز اور قابلِ ستائش ہے۔"[۲]

---

[۱] سورۂ توبہ۔ آیت: ۱۳   [۲] سورۂ ابراہیم۔ آیت: ۸

أَلَا وَقَدْ قُلْتُ مَا قُلْتُ عَلىٰ مَعْرِفَةٍ مِنِّي

بِالْخَذْلَةِ الَّتِي خَامَرَتْكُمْ

وَالْغَدْرَةِ الَّتِي اسْتَشْعَرَتْهَا قُلُوبُكُمْ

وَلٰكِنَّهَا فَيْضَةُ النَّفْسِ وَنَفْثَةُ الْغَيْظِ

وَخَوَرُ الْقَنَاةِ وَبَثَّةُ الصَّدْرِ

وَتَقْدِمَةُ الْحُجَّةِ.

فَدُونَكُمُوهَا فَاحْتَقِبُوهَا

دَبِرَةَ الظَّهْرِ، نَقِبَةَ الْخُفِّ، بَاقِيَةَ الْعَارِ،

مَوْسُومَةً بِغَضَبِ الْجَبَّارِ وَشَنَارِ الْأَبَدِ،

مَوْصُولَةً بِنَارِ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةِ الَّتِي

تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ،

اے لو ـــــ!

مجھے جو کہنا تھا وہ کہہ چکی ـــــ اور یہ ساری باتیں اس علم ویقین کی بنیاد پر تھیں کہ ـــــ

بے وفائی تمھارے خون میں گردش کر رہی ہے۔ پیمان شکنی تمھارے ذہن و فکر پر چھائی ہوئی ہے۔

اور اِس گفتگو کو درد کا لاوا جانو جو بے اختیار اُبل پڑا۔ یا کلیجے کی آگ تھی جو ایک دم بھڑک اُٹھی ـــــ!

تاب وتواں جواب دے رہی تھی، رنج وغم حدوں سے گزر چکا تھا۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ حجت تمام کرنا چاہتی تھی!

اب تم ـــــ!

اِقتدار کے اُونٹ کو سنبھالو۔ اور اس پر پالان کس لو۔

مگر! خیال رہے کہ اس کی پیٹھ لہولہان اور پیر زخمی ہیں۔ پھر ناجائز قبضے کا داغ کبھی مِٹنے والا نہیں!

نیز ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اِس سے خدا کا غضب نازل ہوگا ـــــ اور ہمیشہ کے لیے ننگِ خلائق بن جاؤگے۔

اور یہ حالت اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ سے وابستہ ہے جس کی لپک دلوں تک پہنچتی ہے!

دانشمند ابو بکر احمد بن عبد العزیز جوہری۔ متوفی ۳۲۲ھ کا نام ملتا ہے۔ جنھوں نے چوتھی صدی ہجری میں خاصے کارنامے انجام دیے ہیں ـــــ اور جن کی ایک تصنیف ہے "کتاب السقیفہ"۔ ان کے بارے میں ممتاز عالم عبد الحمید ابن ابی الحدید معتزلی (متوفی ۶۵۶ھ) رقمطراز ہیں:

وابوبکر الجوھری ھذا عالمٌ محدثٌ، کثیر الادب، ثقۃٌ، ورعٌ اثنی علیہ المحدثون و رووا عنہ مصنفاتہ۔

اور ابو بکر جوہری۔ یہ مانے ہوئے عالم محدّث، ادب آفریں۔ نہایت معتبر اور پرہیز گار بزرگ ہیں۔ سارے محدثین نے انھیں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے اور ان کے متاعِ فکر کی روایت کی ہے۔

(شرح نہج البلاغہ۔ ابن ابی الحدید۔ جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۰ طبع مصر)

جوہری نے اپنی وقیع پیش کش میں خطبۂ فاطمی کی تفصیلات چار ذریعوں سے بیان کی ہیں۔

(۳) اور ابن ابی الحدید نے ہر طریقِ روایت کو لکھ کر علم دوستی اور امانت داری کا ثبوت دیا ہے۔

(۴) شہرۂ آفاق مورخ احمد ابن واضح یعقوبی (متوفی ۲۹۲ھ) نے جنابِ سیدہ کی اس احتجاجی تقریر کا اپنی تاریخ میں حوالہ دیا ہے۔

فَبِعَيْنِ اللهِ مَا تَفْعَلُوْنَ

(وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلَبٍ

يَنْقَلِبُوْنَ)

وَاَنَا اِبْنَةُ نَذِيْرٍ لَكُمْ بَيْنَ يَدَىْ

عَذَابٍ شَدِيْدٍ

فَاعْمَلُوْا اِنَّا عَامِلُوْنَ وَانْتَظِرُوْا

اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔

تمھارے کرتوت اُس قادرِ مُطلق کے سامنے ہیں !

"اور ــــــ

ستم ڈھانے والوں کو جلد ہی معلوم جائے گا ـــــــ

کہ اُن کا کیا حشر ہو گا ! "[1]

سُنو ــــــ !

مَیں اُس کی بیٹی ہوں ــــــ

جو تمھیں سخت عذاب کی آمد سے پہلے خبردار کرنے والا ہے۔

بہر حال ــــــ !

تم اپنا کام کرتے رہو۔ ہم اپنے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔

پھر تم بھی انتظار کرو، ہم بھی مُنتظر ہیں۔

---

[1] سورۂ شعراء۔ آیت : ۲۲۷

۹
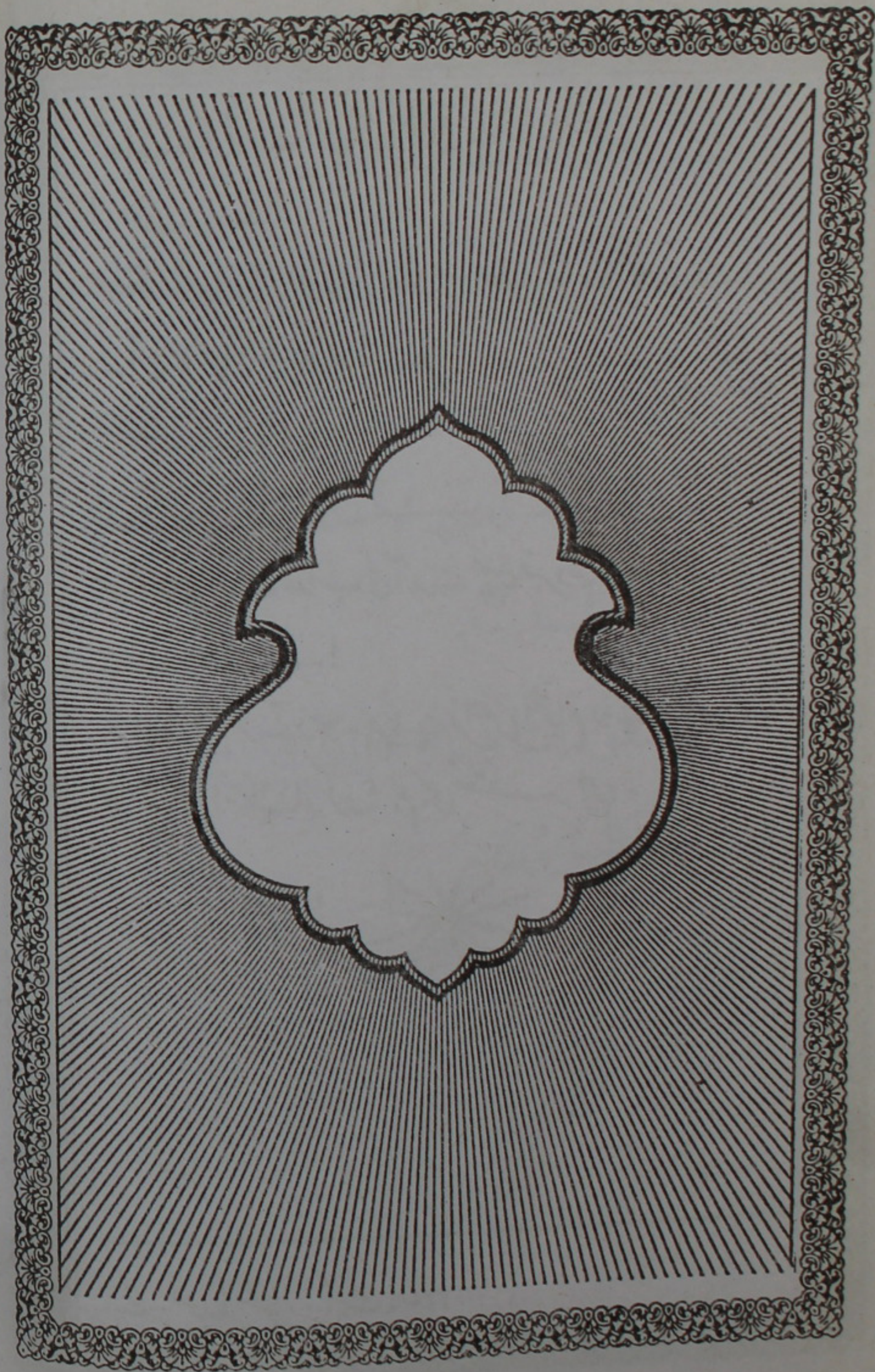
خواتین سے گفتگو

سیدہؑ عالمؑ جب اپنا معرکہ آرا خطاب انسانی ذہن اور تاریخ بشری کے حوالے فرما کر اپنے دار الشرف تشریف لے آئیں تو پورے مدینے میں ایک کہرام مچ گیا!

خاص طور پر خواتین بہت متأثر تھیں۔ چنانچہ دوسرے دن اوّل وقت شہر کی تقریباً آدھی بیگمات بنتِ رسولؐ کی عیادت مزاج پرسی، یا اُن کے مَردوں کی طرف سے معصومہؑ کی کمک میں جو کوتاہی ہوئی تھی اُس کے لیے معذرت طلب کرنے خاتونِ جنّتؑ کے آستانے پر حاضر ہوئیں۔

کلام کا آغاز اِس جملے سے ہوتا ہے: کَیْفَ اَصْبَحْتِ مِنْ عِلَّتِكَ یَا ابْنَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ پیغمبرِ خدا کی نورِ نظر! اب طبیعت کیسی ہے؟ ظاہر ہے —— اِس کے جواب میں جنابِ سیدہؑ اپنی صحت ہی کے بارے میں کچھ فرماتیں! مگر نہیں —— ! حبیبِ خداؐ کی دخترِ گرامیؑ نے اپنی

جسمانی کیفیت۔ بیماری اور تندرستی یا ذاتی دُکھ درد پر بات نہیں کی! بلکہ اس وقت جو قابلِ بیان حقائق تھے اور عورتوں کے ذریعے دُور دُور تک پہنچانے کے لیے بعض ایسے اجتماعی سانحوں، دینی حادثوں اور اس قسم کے واقعات جن کے باعث آئین کی بالادستی کو گزند پہنچا تھا، صرف اور صرف ان پر آپ نے قرآن کی زبان اور رسالت کے لہجے میں تبصرہ فرمایا ——!

حمد و ثنا کے بعد ارشاد ہوا:

أَصْبَحْتُ وَاللهِ عَائِفَةً لِدُنْيَاكُنَّ

قَالِيَةً لِرِجَالِكُنَّ،

لَفَظْتُهُمْ بَعْدَ أَنْ عَجَمْتُهُمْ

وَشَنِئْتُهُمْ بَعْدَ أَنْ سَبَرْتُهُمْ،

فَقُبْحًا لِفُلُولِ الْحَدِّ وَاللَّعِبِ بَعْدَ الْجِدِّ

وَقَرْعِ الصَّفَاةِ وَصَدْعِ الْقَنَاةِ

وَخَطَلِ الْآرَاءِ وَزَلَلِ الْأَهْوَاءِ:

وَلَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللهُ عَلَيْهِمْ

وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ.

بخدا! آج صبح آنکھ کھلتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے تمھاری یہ دُنیا کاٹے کھا رہی ہے۔ تمھارے مَردوں سے بھی سخت بیزار ہوں۔

اِس لیے کہ میں نے انھیں ہر طرح سے جانچا پرکھا۔ مگر جب معیار سے گِرا ہوا پایا تو ان سے نفرت ہو گئی!

بُرا ہو ان کا —— ! یہ کُند تلوار ہیں ——،

وہ دماغ ہیں جو متانت چھوڑ کر سیاست کی بازی گری میں پھنس گئے

ہر کہ و مہ کے سامنے جُھک جاتے ہیں ——

یہ ناکارہ ہتھیار ہیں۔

نیز ——

اُن کے خیالات کی ٹوٹ پھوٹ ——

اور ——

خواہشوں کے اِنحراف میں کِتنی بُرائیوں کا عکس ہے۔

اِن کے نفس نے ان کے لیے جو مہیا کیا ہے ——

وہ بہت بُرا ہے ——۔

اللہ ان پر غضبناک اور یہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ [1]

---

[1] سورۂ مائدہ - آیت: ۸۰

لَاجَرَمَ لَقَدْ قَلَّدْتُهُمْ رِبْقَتَهَا
وَحَمَّلْتُهُمْ اَوْقَتَهَا وَشَنَنْتُ عَلَيْهِمْ
غَارَاتِهَا،
فَجَدْعًا وَعَقْرًا وَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ.
وَيْحَهُمْ اَنّٰى زَعْزَعُوْهَا عَنْ
رَوَاسِيْ الرِّسَالَةِ وَقَوَاعِدِ النُّبُوَّةِ
وَالدَّلَالَةِ وَمَهْبِطِ الرُّوْحِ الْاَمِيْنِ
وَالطَّبِيْنِ بِاُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ؟:
اَلَا ذٰلِكَ هُوَالْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ!
وَمَا الَّذِىْ نَقَمُوْا مِنْ اَبِى الْحَسَنِ؟

اِس صُورتِ حال کے پیشِ نظر ــــــــــ
میں نے ان کا بوجھ ان ہی کی پُشت و گردن پر ڈال دیا۔ اب یہ ذلت و رسوائی سمیٹتے رہیں۔
شُتر بے مہار کی طرح ــــــــــ
ناک، کان اور کوچیں کٹواتے پھریں ــــــــــ
اِس قبیل کے آدمی جفا کار اور رحمت سے دُور رہتے ہیں۔

وائے ہو ان پر ــــــ!
خلافتِ حقّہ کو رسالت و نبوّت کی مضبُوط اساس ــــــ
اور پہاڑ کی طرح مستحکم بنیادوں سے الگ کر دیا!
اُنھوں نے مقامِ والائے رہبری ــــــ
اور جبریلِ امین کے اُترنے کے مرکز سے ــــــــــ
اُس ذاتِ والاصفات کو ــــــ جو دین و دُنیا کے تمام امُور کا حل کرنے والا تھا کیونکر جُدا کیا؟

یہ نہایت واضح اور بہت بڑا نقصان ہے ــــــ![1]
ابوالحسن (علیؑ) سے انھیں کس قسم کا اختلاف تھا ــــــ؟
کس بات کا بدلہ لیا گیا ــــــ؟

---

[1] سورۂ حج۔ آیت: ۱۱

۵ مروج الذہب جیسی تاریخ کے آفریدگار علی ابن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ھ بھی اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ نیز مسعودی لکھتے ہیں کہ میں اس خطبے کی تفصیل اپنی کتاب "اخبار الزمان" اور "کتاب الاوسط" میں لکھ چکا ہوں۔ (مروج الذہب۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۱۱)

۶ ابوالفرج علی ابن حسین اصفہانی۔ متوفی ۳۵۶ھ نے مقاتل الطالبین میں اس خطبے کی نشاندہی کی ہے۔ چنانچہ وہ عونؑ ابن عبداللہ ابن جعفر کے حالات میں ترقیم کرتے ہیں:

اُمہ زینب العقیلۃ بنت علیؑ ابن ابی طالب وامھا فاطمۃ بنت رسول اللہؐ والعقیلۃ ھی التی روی ابن عباسؓ عنھا کلام فاطمۃ فی فدک فقال: حدثتنی عقیلتنا زینب بنت علیؑ	جناب عونؑ کی والدہ۔ علیؑ ابن ابیطالب اور رسولؐ اکرم کی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ کی صاحبزادی حضرت زینبؑ عقیلہ تھیں۔ اور فہم و فراست کی نشانی یہ وہی زینبؑ ہیں جن کے بارے میں جناب عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا تھا کہ: "حضرت فاطمہؑ کا فدک والا خطبہ مجھے عقیلۂ بنی ہاشم جناب زینبؑ سے دستیاب ہوا"

۷ ابوالمظفر یوسف سبط ابن جوزی (متوفی ۶۵۴ھ) بلند پایہ محدث، لائق اعتماد مفسر اور قابلِ تعریف مورخ سمجھے جاتے ہیں۔

نَقَمُوا مِنْهُ وَاللّٰهِ نَكِيْرَ سَيْفِهٖ وَقِلَّةَ

مُبَالَاتِهٖ لِحَتْفِهٖ وَشِدَّةَ وَطْاَتِهٖ

وَنَكَالَ وَقْعَتِهٖ وَتَنَمُّرَهٗ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ.

وَتَاللّٰهِ لَوْمَالُوْا عَنِ الْمَحَجَّةِ اللَّآئِحَةِ

وَزَالُوْعَنْ قَبُوْلِ الْحُجَّةِ الْوَاضِحَةِ

لَرَدَّهُمْ اِلَيْهَا وَحَمَلَهُمْ عَلَيْهَا

وَلَسَارَ بِهِمْ سَيْراً

سُجُحاً لَا يَكْلُمُ خِشَاشُهٗ وَلَا يَكِلُّ

سَائِرُهٗ وَلَا يَمَلُّ رَاكِبُهٗ ،

وَلَاَوْرَدَهُمْ مَنْهَلاً نَمِيْراً صَافِياً رَوِيّاً ،

تَطْفَحُ ضِفَّتَاهُ وَلَا يَتَرَنَّقُ جَانِبَاهُ ،

قسم خدا کی ــــــ!

اِس انتقامی کارروائی کی وجہ صرف یہ تھی کہ ـــــــ

علیؑ کی تیغ نے بجلیاں برسائی تھیں لوگوں کو ان کی جاں نثاری

اور حرب و ضرب کی مہارت کھَلتی تھی۔

میدانِ جہاد میں اُن کے صفیں اُلٹ دینے والے شیرانہ حملوں کی

خلش باقی رہ گئی تھی ــــــ!

پاک پروردگار کی سوگند ــــــ!

اگر یہ لوگ ـــــــ

رسولِ اکرمؐ کے روشن نظم ہدایت سے پہلوتہی نہ کرتے

تو واضح دلیلوں سے منہ پھیر کر ـــــــــــ

بے راہ ہونے والوں کو بھی رحمتِ عالمؐ کا سچّا جانشین ـــ

پھر سے حق کے راستے پر لے آتا

اور سب کو ایک سُبک سار اور خوش رفتار قافلے کی طرح

آرام آرام منزل تک لے جاتا ــــــــ نہ سواری کی جان ہلکان

ہوتی اور نہ سوار کو تکان پہنچتی ــــــ!

سب خوش و خرّم صاف شفّاف اور خوشگوار پانی کے

چھلکتے ہوئے چشموں کے کنارے اُترتے!

وَلَاصُدُرَهُمْ بِطَانًا وَنَصَحَ لَهُمْ سِرًّا وَاِعْلَانًا،

وَلَمْ يَكُنْ يَحْلٰى مِنَ الْغِنٰى بِطَائِلٍ

وَلَا يَحْظٰى مِنَ الدُّنْيَا بِنَائِلٍ

غَيْرَ رَيِّ النَّاهِلِ وَشَبْعَةِ الْكَافِلِ،

وَلَبَانَ لَهُمُ الزَّاهِدُ مِنَ الرَّاغِبِ

وَالصَّادِقُ مِنَ الْكَاذِبِ:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ

كَذَّبُوْا فَاَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔

پھر کارواں سالار انھیں صحت و سلامتی اور خیر و برکت کے ساتھ واپس لاتا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ خلوت و جلوت میں اُنھیں نیک مشورے بھی دیتا۔ قیادت اگر علیؑ کے پاس رہتی تو وہ نہایت سیر چشم، دل کے غنی اور ہر طرح سے بے نیاز رہبر ثابت ہوتے۔

ہاں! ان کے دل میں صرف ایک خواہش تھی اور ہے وہ یہ کہ کیونکر کسی پیاسے کی پیاس بُجھادیں اور کس طرح کسی بھوکے کا پیٹ بھر دیں!

بس ——! اِسی سے ظاہر ہو جاتا کہ اِس دُنیا پر کون مرتا ہے اور کون اسے ٹُھکرا دیتا ہے —— کسے سچا سمجھیں اور کسے جھُوٹا جانیں۔

اللہ فرماتا ہے:

"اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور —— پرہیزگاری کے راستے پر چل پڑتے تو ہم ان پر —— آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر اُنھوں نے جھُٹلایا ——،

بنابریں ——

ہم نے ان کے غلط کردار اور بُری کمائی کی وجہ سے انھیں دھر لیا۔"[1]

---

[1] سورہ اعراف۔ آیت: ۹۶

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰؤُلَاءِ سَيُصِيْبُهُمْ

سَيِّئَاتُ مَاكَسَبُوْا وَمَاهُمْ بِمُعْجِزِيْنَ.

اَلَاهَلُمَّ فَاسْتَمِعْ وَمَا عِشْتَ اَرَاكَ الدَّهْرُ

عَجَباً!

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ!

لَيْتَ شِعْرِىْ اِلٰى اَىِّ سَنَادٍ اسْتَنَدُوْا

وَعَلٰى اَىِّ عِمَادٍ اعْتَمَدُوْا

وَبِاَىِّ عُرْوَةٍ تَمَسَّكُوْا وَعَلٰى اَيَّةِ ذُرِّيَّةٍ

اَقْدَمُوْا وَاحْتَنِكُوْا؟ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ

لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ وَبِئْسَ لِلظَّالِمِيْنَ بَدَلاً.

"نیز اُن میں سے جو لوگ ظُلم کرتے تھے وہ اپنی بداعمالی کا خمیازہ بُھگتیں گے ـــــ اور یہ ہمیں عاجز نہیں کرسکتے۔" [۱]

ہاں ـــــ!

ذرا ان کی واہی تواہی باتیں سُنو ـــــ! اور جتنا جیو گے زمانے کے چلتوں اِتنا ہی دنگ ہوتے رہو گے!

پھر سب سے زیادہ تعجّب خیز اور حیرت انگیز تو اِس قوم کی کی باتیں اور اِس کی منطق ہے ـــــ!

کاش! یہ تو معلوم ہو جاتا کہ ان لوگوں نے اپنے فکر وعمل کے لیے کِس دلیل کو سند مانا ہے اور کس ستُون کا سہارا لیا ہے؟

کِس کا دامن تھاما ہے ـــــ اور کس کی ذرّیتِ طاہرہ سے گُستاخی کرکے اُن پر زُور ہونے کی کوشش کی ہے ـــــ

کس درجہ ناموزوں شخص کو کرتا دھرتا ـــــ

اور کتنے غیر مناسب آدمی کو اپنا خیر خواہ بنایا ہے ـــــ! [۲]

ہاں ـــــ!

سِتم ڈھانے والے اپنے کیے کا بہت بُرا بدلہ پائیں گے۔ [۲]

---

[۱] سورۂ زمر۔ آیت: ۵۱ [۲] استناد از سورۂ حج۔ آیت: ۱۳

اِسۡتَبۡدَلُوۡا وَاللهِ الذُّنَابٰی بِالۡقَوَادِمِ

وَالۡعَجُزَ بِالۡكَاهِلِ ،

فَرَغۡمًا لِمَعَاطِس قَوۡمٍ يَحۡسَبُوۡنَ

اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا :

اَلَا اِنَّهُمۡ هُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ وَ لٰكِنۡ

لَا يَشۡعُرُوۡنَ .

وَيۡحَهُمۡ : اَفَمَنۡ يَهۡدِیۡ اِلَی الۡحَقِّ

اَحَقُّ اَنۡ يُّتَّبَعَ

اَمۡ مَنۡ لَا يَهِدِّیۡ اِلَّآ اَنۡ يُهۡدٰی

فَمَا لَكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ؟

خدا جانتا ہے ـــــ! اُنھوں نے اگلے شہپر چھوڑ کر ـــــ
پچھلے پنکھ کا آسرا لیا ہے۔ جس سے پرواز ممکن نہیں۔ اسی طرح
بازوؤں سے آنکھیں موڑ کر دُم پر نگاہیں جمائی ہیں۔

ناک رگڑنا پڑے اُنھیں ـــــ!

جو یہ سمجھتے ہیں کہ جو وہ کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے۔ [1]
درحقیقت یہ بڑے فسادی ہیں ـــــ، مگر انھیں اِس
بات کا احساس نہیں۔ [2]

ہائے ہائے ـــــ!

اچھا اب یہ بتاؤ ـــــ!

جو حق کی طرف لے جائے وہ رہبری کے سلسلے میں پیروی
کے قابل ہے ـــــ یا وہ جو ـــــ
خود ہدایت کی راہوں سے ناواقف ـــــ اور رہنمائی
کے لیے دوسروں کا محتاج ہو ـــــ؟

آخر تمھیں کیا ہو گیا ہے ـــــ
کیسے فیصلے کرتے ہو؟ [3]

---

[1] سورۂ کہف۔ آیت : ۱۰۴ [2] سورۂ بقرہ۔ آیت : ۱۲

[3] سورۂ یونس۔ آیت : ۳۵

اَمَا لَعَمْرِی لَقَدْ لَقِحَتْ فَنَظِرَۃً

رَيْثَمَا تُنْتِجُ

ثُمَّ احْتَلِبُوْا مِلْءَ الْقَعْبِ

دَماً عَبِيْطاً وَذُعَافاً مُبِيْداً،

هُنَالِكَ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ

وَيَعْرِفُ التَّالُوْنَ غِبَّ مَا اَسَّسَ الْاَوَّلُوْنَ

ثُمَّ طِيْبُوْا عَنْ دُنْيَاكُمْ اَنْفُساً

وَاطْمَاَنُّوْا لِلْفِتْنَةِ جَاْشاً،

وَابْشِرُوْا بِسَيْفٍ صَارِمٍ

وَسَطْوَۃِ مُعْتَدٍ غَاشِمٍ

وَهَرْجٍ شَامِلٍ وَاسْتِبْدَادٍ مِنَ الظَّالِمِيْنَ،

اور اپنی جان کی قسم کھا کر کہتی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔

کہ (جراثیم معاشرے کے جسم میں پہنچ چکے ہیں) ۔۔۔۔۔۔۔

اِقتدار کی اُونٹنی حمل سے ہے ۔۔۔۔۔!

نتیجہ ظاہر ہونے والا ہے ۔۔۔۔۔!

مگر جب ناقے کو دوہنے جائیں گے تو دُودھ کے بدلے زہر گھُلے ہوئے لہُو کی دھاروں سے برتن لبریز ہو جائے گا!

اِس ہنگام یہ بداطوار اپنے کیفرِ کردار کو پہنچیں گے!

اور آنے والی نسلوں کو بھی معلوم ہو گا کہ پچھلے لوگوں نے جو بُنیاد ڈالی تھی اُس کا انجام کتنا ہولناک نکلا!

اب جاؤ ۔۔۔۔۔! تم اپنی دُنیا سے جی بہلاؤ ۔۔۔۔۔۔

اور مستقبل میں اُٹھنے والے فِتنوں کی خوشخبری بھی سُن لو ۔۔۔۔!

نیز آنے والا دَور ۔۔۔۔۔۔

تمھیں معرکۂ تیغ و گلوُ کی بشارت دے رہا ہے ۔۔۔۔۔!

حدوں سے گزرنے والے ۔۔۔۔۔

سنگ دلوں کے طرزِ ستم کا مُژدہ بھی پہنچے۔

اور وقت مُطلق العنان آمروں کی آشوب گری ۔۔۔۔۔۔

اور جفا شعاری کی نوید لے کر آ رہا ہے۔

موصوف، اپنی بیش بہا کتاب "تذکرۃ الخواص من الامۃ" میں جناب معصومہؑ کی فصاحت و بلاغت پر گفتگو کرتے ہوئے آپ کے خطبۂ فدکیہ کے ایک خاص حصّے کو تحریر میں لائے ہیں۔

تذکرۃ الخواص۔ صفحہ ۲۸۵۔ طبع بیروت

⑧ النہایہ لغتِ حدیث کا بڑا بھاری بھرکم مجموعہ ہے اور اس کے مرتّب ہیں عربی ادب کے مانے ہوئے ماہر، نکتہ سنج بزرگ ابنِ اثیر جزری۔ متوفی ۶۰۶ھ۔ ممدوح نے لفظ "لمۃ" کے ضمن میں جنابِ سیّدہ کے خطبے کی جانب اشارہ کیا ہے۔

⑨ اور اب آیئے نامی گرامی زباں شناس محمّد ابنِ مکرّم سے ملیں جو جو علمی حلقوں میں علّامہ ابنِ منظور کہلاتے ہیں۔ اُنھوں نے اپنی شہرۂ آفاق فرہنگ لسان العرب میں لفظ لمۃ کے ذیل میں اس معجز آسا تقریر کی جانب توجّہ دلائی ہے۔ [۱]

---

[۱] رحمتِ دو عالمؐ کی تنہا یادگار جناب صدیقہ کبریٰؑ نے اربابِ اقتدار کو آئین کے احترام اور قانون کی بالادستی کا احساس دلانے کے لیے جب مجمع عام سے خطاب کرنے کا عزم فرمایا تو موقع پر موجود ذرائع ابلاغ اور بعد میں ابھرنے والے وقائع نگاروں نے اس لمحے کی ان لفظوں میں تصویر اُتاری ہے!

لاثت خمارها علی رأسها۔ واشتملت بجلبابها واقبلت

(باقی اگلے صفحہ پر)

يَدُعُ فيئكُمْ زَهِيداً وَجَمْعَكُمْ حَصِيداً.

فَيَا حَسْرَةً لَكُمْ وَ أَنّٰى بِكُمْ وَ قَدْ:

عُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا

وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ.
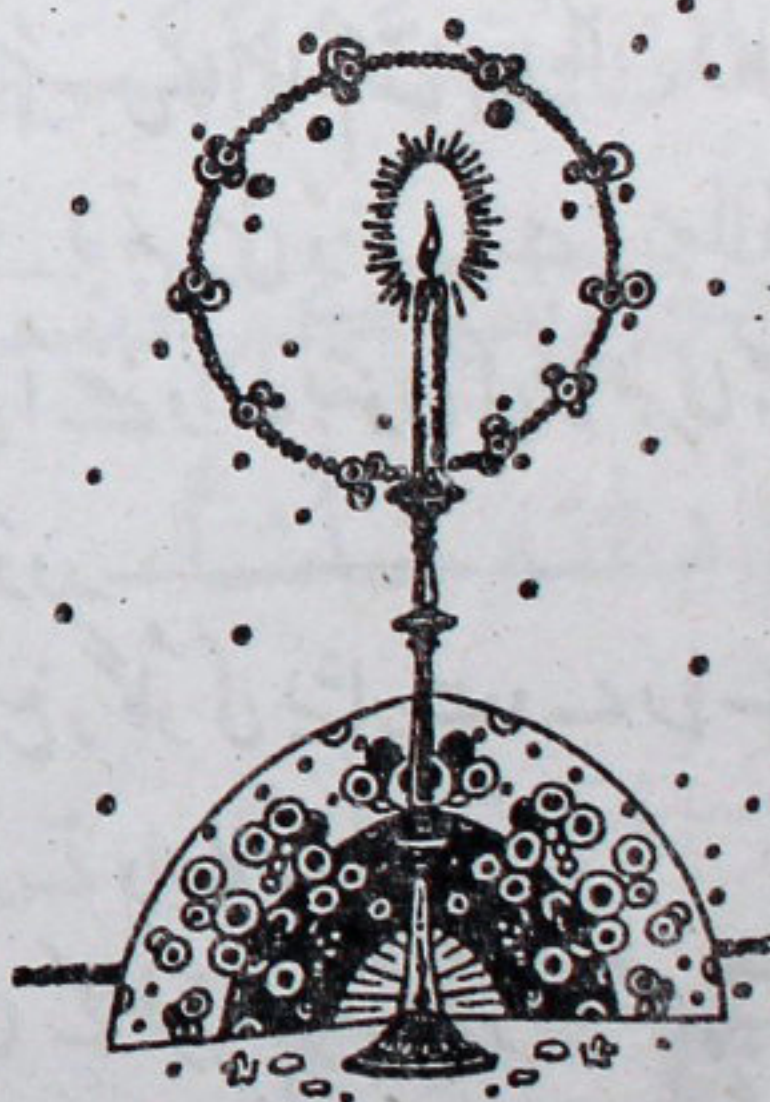
آج تم اُن کے قبضے میں ہو جن کے کارن نہ تمھاری جان سلامت ہے اور نہ مال محفوظ دکھائی دیتا ہے۔

افسوس تمھارے حال پر ——!

کدھر جاؤ گے ——؟ کہاں امان پاؤ گے؟

اللہ نے جس نعمت سے مجھے نوازا وہ تمھیں سوجھتی نہیں، ——

تو کیا اب زبردستی ہدایت کروں جبکہ تم اس سے نفرت کیے جارہے ہو۔![1]

---

[1] سورۂ ہود۔ آیت: ۲۸

الخرائج والجرائع

مؤلف:

علامہ قطب الدین ابوالحسن سعید بن ہبۃ اللہ راوندی

ترجمہ:

ملک العلماء مولانا محمد شریف صاحب

ہدیہ ۸۰/- روپے

عیون المعجزات

معجزات کی مشہور و قدیم کتاب

ہدیہ ۵۰/- روپے

ناشر:

عباس بک ایجنسی رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ

خطبات نماز جمعہ

از مولانا سید کلب صادق صاحب قبلہ نقوی
مرتبہ مولانا سید علی عباس طباطبائی
یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے

پہلا باب :- جمعہ کی فضیلت نماز جمعہ کی اہمیت اسلام میں پہلی نماز جمعہ، نماز جمعہ کی اجتماعی و سیاسی نوعیت، واجب عینی کی استدلالی بحث، نماز جمعہ کی تکمیلی کیفیت و آداب، خطبہ کیا ہے واعظ اور خطیب کے فرائض، امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے خطبے پر مبنی ہے۔

دوسرا باب :- حضرت غفرانمآب کا اجمالی تعارف، ہندوستان میں ملت جعفریہ کی پہلی نماز جماعت و جمعہ، آصفی مسجد میں نماز جمعہ شمس العلماء کے مختصر حالات، آقائے شریعت مولانا سید کلب عابد رحمت مآب کے مختصر تعارف کا آئینہ ہے۔

تیسرا باب :- مولانا ڈاکٹر سید کلب صادق صاحب قبلہ کے ۱۸ خطبات نماز جمعہ پر مبنی ہے۔

ھدیہ :- ستّر روپیہ -/۷۰

ناشر :- عباس بک ایجنسی۔ رستم نگر درگاہ حضرت عباس ۔ لکھنؤ

نوٹ :- خطبات نماز جمعہ کے کیسٹ بھی دستیاب ہیں ہدیہ فی کیسٹ -/۲۰ بیس روپیہ

جنرل اردو ریڈر

نرسری سے آٹھویں درجے تک

نئے تکنیک کے ساتھ اردو زبان میں آسان معیاری اصلاحی کتابیں اس کورس کو پڑھنے والے بچے غیر محدود طور پر علمی، تاریخی، سیاسی اخلاقی اور جغرافیائی معلومات سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔

مرتبہ :- سید علی عباس طباطبائی

ناشر :- عباس بک ایجنسی رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ۳ (انڈیا)

حجۃ الاسلام علامہ طالب جوہری مدظلہ

کی مجموعہ تقاریر

انسان معاصر اور قرآن

عشرہ محرم ۱۴۱۸ھ نشتر پارک کراچی

ہدیہ ۶۰/- روپے

تہذیب نفس اور تہذیب حاضر

عشرہ محرم ۱۴۱۹ھ نشتر پارک کراچی

ہدیہ ۸۰/- روپے

عالمی معاشرہ اور قرآن حکیم

عشرہ مجالس ۱۴۲۰ھ نشتر پارک کراچی

ہدیہ ۸۰/- روپے

اسلام اور کائنات کا الوھی تصور

عشرہ مجالس ۱۴۲۱ھ نشتر پارک کراچی

ہدیہ ۸۰/- روپے

ناشر :

عباس بک ایجنسی رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ

فاطمۃ
بضعۃ منی فمن آذاھا فقد آذانی

(۱۰) علاوہ ازیں ہمارے دور کے ایک برجستہ محقق، مورخ اور نقاد ڈاکٹر عبد الفتاح عبد المقصود نے اپنی گرانمایہ کتاب فی نور محمد فاطمۃ الزہراء کی دوسری جلد میں صفحہ ۲۷۳ سے لے کر صفحہ ۲۷۸ تک اس خطبے کے بیشتر نکات کو موضوعِ فکر بنایا ہے۔ (فاطمۃ الزہراء۔ طبع دار الزہراء۔ بیروت)

(۱۱) نیز اسی زمانے سے تعلق رکھنے والے دمشق کے ایک نابغہ روزگار عمر رضا کحالہ ہیں۔ ان کی محنتوں کے دفتر اعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام کا پوری دنیا میں چرچا ہے۔ ہمارے کتب خانے میں اس کا نواں ایڈیشن ہے۔ کحالہ صاحب نے اپنی کتاب کی چوتھی جلد میں۔ ۱۱۶ سے ۱۲۳ صفحے تک

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ) فی لمّۃ من حفدتها ونساء قومها۔ یعنی! آپ نے سر پہ مقنعہ باندھا، اوپر سے عبا ڈالی۔ پھر کچھ پیش خدمت عورتوں اور خاندانِ ہاشم کی بہت سی خواتین کے گھیرے میں روانہ ہو گئیں!
ابنِ اثیر اور ابنِ منظور نے لمّۃ یا لمّ کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ لفظ گروہ۔ جماعت اور انبوہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ گویا سیدۂ عالم نے تقریر فرمانے کے لیے جب مسجد کا رُخ کیا تو بڑی تعداد میں شہر کی مخدرات آپ کے گرد حصار باندھے ہوئے تھیں (لسان العرب جلد ۱۲ صفحہ ۵۴۸)

خطبۂ فاطمیؑ کو بڑے سلیقے سے رقم کیا ہے۔

(اعلام النساء۔ طبع مؤسسۃ الرسالۃ۔ بیروت)

(۱۲) اور عصرِ حاضر ہی کے ایک مشہور و مقبول قلمکار توفیق ابو علم جو مصر کے قد آور علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ اُنھوں نے اپنی بیش قیمت تصنیف **اهل البیتؑ** میں جناب خاتونِ جنتؑ کے زورِ بیان اور حاصلِ کلام کی عظمت و افادیت پر بات کرتے ہوئے پورے خطبے کو لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

(اہل البیتؑ صفحہ ۱۵۷۔ طبع مصر)

اور اب شیعہ مکتبِ فکر سے وابستہ چند ہستیوں کے خرمنِ علم و آگہی سے بھی کچھ خوشہ چینی کرتے چلیں۔ حقیقت یہ کہ اس مدرسے کے ہر دانشور نے اپنا خونِ جگر دے کر "لوح و قلم" کی آبرو رکھی ہے!

(۱۳) ان میں چوتھی صدی ہجری کے جلیل القدر عالم محمد ابنِ جریر ابنِ رستم طبری ہیں جو اپنی معرکہ آرا پیش کش "دلائل الامامۃ الواضحۃ" میں جگر گوشۂ سرورِ انبیاءؐ کی تقریر کو تحریر میں لائے ہیں۔ اور پانچ طریقوں سے اس کی سند فراہم کی ہے۔

(دلائل الامامۃ صفحہ ۳۲ تا ۴۷۔ طبع نجف)

(۱۴) نیز میرِ قافلۂ فقہاء۔ رئیس المحدثین ابو جعفر محمد ابن علی ابن حسین ابن بابویہ یعنی صدوق علیہ الرحمۃ۔ متوفی ۳۸۱ھ نے اپنی ایک بیش بہا تصنیف "علل الشرائع" میں موضوع کی مناسبت سے صدیقۂ طاہرہؑ کے پہلے احتجاجی خطبے میں سے فلسفۂ عقائد و احکام کے کئی حصے دیے ہیں۔ اور صدوق نے اپنے دوسرے شاہکار "معانی الاخبار" میں جناب سیدہؑ کی اس تقریر کا پورا متن شامل کیا ہے جو آپ نے مدینے کی خواتین کے سامنے کی تھی! (علل الشرائع۔ جز و اصفحہ ۲۴۸۔ طبع قم)

(معانی الاخبار۔ صفحہ ۳۵۴۔ طبع الاعلمی۔ بیروت)

(۱۵) علم و ادب کے بحرِ زخار سید شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۳۶ھ نے اپنے فکر و دانش سے بھرپور مجموعے الشافی۔ فی الامامۃ میں اس خطبے کو جناب عائشہ اور عبید اللہ ابن محمد تیمی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (الشافی۔ فی الامامۃ۔ جلد ۴۔ صفحہ ۷۲ تا ۷۵

طبع موسسۃ الصادق تہران)

(۱۶) عالموں کے عالم۔ سرورِ گروہِ محققین۔ ابو جعفر محمد ابن حسن طوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ نے اپنے استادِ معظم سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی محنت الشافی کو وضاحت آمیز اختصار کے ساتھ پیش کرنے

کی سعی مشکور فرمائی۔ نیز اپنی اس کاوش کا نام تلخیص الشافی رکھا۔ اور فخر روزگار بی بی، جناب فاطمہؑ کا خطبہ ابو جعفر طوسی کی تلخیص میں بھی موجود ہے! (تلخیص۔ جزو ۳۔ صفحہ ۱۲۹۔ طبع تہران)

(۱۷) مانے ہوئے صاحب نظر مصنف شیخ احمد ابن ابی طالب طبرسی چھٹی صدی ہجری کے بلند مرتبہ دانشمندوں میں شمار ہوتے ہیں اور آپ کے متاعِ نگارش "الاحتجاج" کے ورق ورق کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے! خطبہ فاطمیؑ پورا اس کتاب میں مذکور ہے۔ (الاحتجاج۔ صفحہ ۶۱۔ طبع مؤسسۃ الاعلمی بیروت)

(۱۸) نیز طبع روشن اور ذہن رسا رکھنے والے نکتہ بیں عالم رشید الدین محمد ابن شہر آشوب مازندرانی متوفی ۵۱۸ھ نے اپنے مقبول دفتر مودّت "مناقب آل ابیطالب" کے صفحوں پر مسجدِ رسولؐ کے تاریخی اجتماع میں سرکار بتولؑ عذراء نے جو کچھ فرمایا تھا حسب ضرورت اس کے چند خاص اجزاء کو نمایاں کیا ہے۔ (مناقب جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۶۔ طبع تہران)

(۱۹) اور قبلۂ اربابِ دانش، کعبۂ اہلِ سلوک رضی الدین سیّد ابن طاؤس متوفی ۶۶۴ھ نے بھی اپنی بیش قیمت کتاب "الطرائف فی معرفۃ مذاہب الطوائف" میں اس خطبے کے بعض اہم حصّوں کو

استناد کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ (الطرائف۔ صفحہ ۷۴)

(۲۰) ان کے علاوہ نہج البلاغہ کے باکمال شارح اور ساتویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم شیخ کمال الدین میثم بن علی ابن میثم بحرانی متوفی سنہ ۶۷۹ھ ہیں۔ آپ شرح نہج البلاغہ میں عثمان ابن حنیف کے نام مولائے متقیان جناب علی مرتضیٰؑ کے مکتوبِ گرامی کے اس فقرے کی تشریح کرتے ہوئے کہ: "اب میں فدک وغیرہ لے کر کیا کروں گا۔؟" عصمتِ کبریٰ حضرت فاطمۃ زہراؑ سلام اللہ علیہا کے خطبے کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: یہ خاصی لمبی تقریر ہے۔ پھر ابن میثم نے اس کے بعض جملے بھی نقل کیے ہیں۔

(شرح نہج البلاغہ۔ ابن میثم جلد ۵ صفحہ ۱۰۵ طبع بیروت)

(۲۱) نیز اسی صدی کے ایک اور عظیم دانشور علی ابن عیسیٰ اربلی۔ متوفی سنہ ۶۹۳ھ اپنی انمول کتاب کشف الغمّہ میں اس اظہار کے ساتھ کہ رسالتؐ کی روشنی اور نبوّتؐ کی خوشبو پھیلانے والے اس خطاب کو میں نے ابوبکر احمد ابن عبد العزیز جوہری کی کتاب السقیفہ سے اُتارا ہے اور پیشِ نظر نسخے کو جانچنے کے بعد جوہری صاحب نے اس پر صاد کیا ہے۔ (کشف الغمہ۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۶ تا ۱۲۰ بیروت)

(۲۲) علامہ محمد باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ اپنی ذات میں علم و فضل کی ایک دنیا تھے اور آپ کی تصنیفات، خصوصاً بحار الانوار، اگر کہا جائے کہ اس کی گہرائی اور گیرائی تمام سمندروں سے بڑھ کر ہے تو اس میں ذرا اغراق نہ ہوگا! مجلسیؒ نے اس سرچشمۂ نور اور رسولؐ کی تنہا یادگار کے خطبے اور متعلقہ حوالوں کو بڑی تفصیل سے بحار میں ثبت فرمایا ہے!

(بحار الانوار۔ جلد ۶ صفحہ ۱۰۷ طبع بیروت)

اور اب ہم موجودہ صدی کے بھی دو بصیرت افروز مجموعوں کا تذکرہ کرتے چلیں اس سے جذبے کی زندگی اور کام کے تسلسل کا قدرے اندازہ ہو جائے گا۔

(۲۳) ان میں ایک تو عقل و علم و شہامت کے ترجمان سید عبد الحسین شرف الدین کا تحقیقی کارنامہ النص والاجتہاد ہے۔ اس میں سیدۂ عالمؑ کے خطبے کی استدلالی حیثیت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

(النص والاجتہاد۔ صفحہ ۵۷ تا ۶۵۔ طبع قم)

(۲۴) اور دوسری انسائیکلوپیڈیائی تخلیق اعیان الشیعہ ہے یہ مردِ مجاہد علامہ فہامہ سید محسن الامین کی عمر بھر کی محنتوں

کا ثمرہ ہے۔ موصوف نے بھی جناب معصومہؑ کے خطاب کے مکمّل متن کو نقش کتاب بنایا ہے!

(اعیان الشیعہ۔ جلد ۱ صفحہ ۳۱۵ تا ۳۱۸۔ طبع بیروت)

یہ خطبے اپنے مضامین کی بلندی اور مطالب کی وسعتوں کے سبب ہمیشہ اربابِ دانش و آگہی کے لئے فکر و خیال کا موضوع رہے ہیں!

چنانچہ ہر دَور میں قلبِ سلیم رکھنے والوں نے ان کی شرحیں لکھیں، ان کے مضمرات پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی۔ نتیجتہً علم و عرفان کے نئے نئے زاویوں کی تفصیل سامنے آئی جس سے بے شمار ذہنوں اور بے حساب ضمیروں کو تسلّی و تشفی کا سامان نصیب ہوا۔

جو تحریریں جناب خاتونِ جنّتؑ کی مقدّس زندگی پر شائع ہو چکی ہیں ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے! اور فاضل قلمکاروں نے حالات و واقعات کے سلسلے میں ان بی بیؑ کی تقریروں پر بھی خوب کھُل کر گفتگو کی ہے

مگر جن صاحبانِ بصیرت نے صرف اور صرف خطبوں پر کام کیا ہے اور جن کی کاوشیں نشر و اشاعت کے مراحل طے

کرچکی ہیں وہ بھی کچھ کم نہیں!

پھر یہ علمی سرمایہ مختلف زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ نیز خطی نسخوں سے قطع نظر جو دنیا کے بہت سے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے محض عربی اور فارسی کتابوں کا جو قیمتی ذخیرہ ہے وہی اچھا خاصا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ چند کام اور انھیں انجام دینے والوں کے نام:

(١) اللمعۃ البیضاء فی شرح خطبۃ الزہراءؑ — اعلم العلماء میرزا محمد علی انصاری۔ طبع تبریز ١٢٩٦ھ

(٢) الدرۃ البیضاء فی شرح خطبۃ الزہراءؑ — علامہ سید محمد تقی قمی مطبع علمی تہران ١٣٥٣ھ

(٣) شرح الخطبۃ الکبیرۃ للزہراء البتولؑ — شیخ مسلم الجابری۔ طبع نجف ١٣٧٤ھ

(٤) شرح خطبۃ فاطمۃ الزہراءؑ — شیخ عزیزہ قمیحہ۔ طبع مؤسسہ الوفاء بیروت ١٤٠٤ھ

(٥) شرح خطبۃ الصدیقۃ فاطمۃ الزہراءؑ — آیۃ اللہ فقیہ شیخ محمد طاہر خاقانی طبع انوار الہدیٰ قم ١٤١٢ھ

(٦) البلاغۃ الفاطمیۃؑ — عبد الرضا محمد علی مطبعی۔ طبع نجف ١٣٦٤ھ

(٧) احتجاج الزہراءؑ — شیخ حجۃ اللہ امیری۔ طبع تہران ١٣٧٦ھ

(٨) سخنرانی حضرت فاطمہؑ — توران انصاری۔ طبع تہران ١٣٤٥ھ

(٩) احتجاج بانوی بزرگ۔ — محمد علی مردانی۔ طبع تہران ١٣٥٤ھ

(١٠) بندگی راز آفرینش۔ — شہید دستغیب۔ طبع تہران ١٣٦٣ھ

(۱۱)	حقیقت جاودان ــــ	محمد باقر بلبولی۔ طبع تہران ۱۳۹۱ھ
(۱۲)	خطبۂ آتشین بانوئ اسلام در بستر شہادت	آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی۔ طبع مشہد ۱۴۰۹ھ
(۱۳)	سخنرانی حضرت فاطمہ در مسجد پیامبر اکرم	علی رضا اللہ یاری۔ طبع تہران ۱۳۶۷ھ
(۱۴)	شرح خطبۂ حضرت زہرا	الیاس شریفی اشکوری۔ طبع قم ۱۴۰۵ھ
(۱۵)	شرح خطبۂ حضرت زہرا	آیۃ اللہ السید عز الدین حسینی زنجانی۔ طبع قم ۱۳۶۴ھ
(۱۶)	شرح خطبۂ حضرت فاطمہ	احمد ابن عبد الرحیم تبریزی۔ طبع قم ۱۳۴۸ھ
(۱۷)	شرح خطبۂ فدک ــــ	علامہ سید محمد تقی خراسانی۔ ایران
(۱۸)	قطرہ ای از دریا ــــ	علی ربانی۔ طبع قم ۱۴۱۰ھ
(۱۹)	مبانی اعتقاد از دیدگاہ حضرت زہرا	محمد دشتی۔ طبع تہران ۱۳۶۹ھ
(۲۰)	مروری بر خطبۂ کم نظیر از بانوئ بی ہمتا	ڈاکٹر احمد بہشتی۔ طبع تہران ۱۳۶۹ھ

یادداشت : ہماری عمان کی لائبریری میں سردست یہی مطبوعات دکھائی دے رہے ہیں۔ لیکن ہمارے کراچی کے کتاب خانے میں اِس عنوان پر اور بھی بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ نجفی

اختصار کے ساتھ ــــ !

صدیقۂ کبریٰؑ کے اِس تمکنت رُبا۔ سیاست شکن، حقیقت نما اور ذہن آفریں خطبے کو اگر سات آٹھ حصوں میں کر کے دیکھا جائے تو مطلب تک پہنچنے میں بڑی آسانی ہوگی!

اِس فکری وثیقے کے شروع میں پروردگارِ عالم کی حمد و ستائش پھر ختمِ رسلؐ کی وصف و ثناء ہے۔

خدا کی تعریف میں آپ نے فلسفیانہ گہرائی اور عارفانہ گیرائی کے ساتھ جس اَوجِ کمال سے اُس کے یکتا و بے ہمتا ہونے کے نظریے، اُس کی قدرت و حکمت، شان و شوکت، فیضِ عام اور لطفِ مدام پر گفتگو کی ہے ـــــ بڑے بڑے دانشوروں کے ذہن بھی اس بلندی کو چھونے سے قاصر ہیں!

اسی عنوان سے سرورِ کونینؐ کے ان محاسن و امتیازات

کا ذکرِ جمیل ہے ، جن کے اِدراک سے تاریخ نویسوں ــــ اور سیرت نگاروں کے علم و بصیرت کا دامن خالی نظر آتا ہے ـــ
حالانکہ جب تک اِن خوبیوں کو شامل نہ کیا جائے میرِ کائناتؐ کی حیاتِ طیبہ اور اسوۂ حسنہ کے ساتھ نہ تو انصاف ہوسکتا ہے اور نہ آپ سے خصوصیت رکھنے والی سچائیوں اور اچھائیوں کا ٹھیک سے اظہار ممکن ہے !

اس کے بعد آپ نے قرآنِ حکیم کی سدابہار اہمیت و افادیت نیز اس کتابِ ہدایت کی تعلیم و تلقین کے زندگی سے بھرپور آثار و نتائج کو اُجاگر کیا ہے ۔

پھر نظامِ شریعت کے بہت سے اسرار و رموز کی شرح و تفسیر کی ہے اور اس کے احکام کے عقلی جہات اور منطقی نکات کو دل میں پیوست کردینے والی راہوں سے گوش و ہوش کے حوالے فرمایا ہے اور بتایا کہ دینِ متین کے دیے ہوئے قواعد و قوانین ہی پر عمل پیرا ہونے سے انسانوں کو خیر و سعادت اور امن و سلامتی نصیب ہوتی ہے ۔

بعد ازاں نور کی شہزادیؑ خود اپنا تعارف کرواتی ہیں :

" یاد رہے ! میں فاطمہؑ ہوں ۔" اور اِس کے ساتھ ہی اس

نازشِ نوعِ بشر نے اپنے والدِ گرامی کے انقلاب بداماں اور نئے سرے سے تاریخ بنانے والے کارناموں اور حضورؐ کے "علم و اخلاق و خلوص" میں ڈھلے ہوئے ـــــ اس کردار کی تصویر دکھائی ہے جس کے طفیل، جہل و تخریب کی راتیں، تہذیب و تعمیر کے سویرے میں ڈھل گئیں!

اور اسلام کی سرگزشت کے اس باب کو دہراتے ہوئے سیدۂ عالمؑ نے، قبلۂ دوراں، تاجدارِ معارف اور اپنی زندگی کے ساتھی علیؑ ابن ابی طالب کی اس مثالی جدوجہد کی طرف توجہ دلائی ہے جس کے بغیر مذہبِ حق کا یہ ڈہڈہاتا ہوا درخت بے برگ و بار رہتا۔!

صدیقۂ کبریٰؑ یہ سب بیان فرماکر سرکارِ رسالت پناہؐ کی رحلت سے منسلک حال احوال اور خدا کے پیغام سے بَیر رکھنے والے عناصر کے اعمال نامے کو اپنی گفتگو کا موضوع قرار دیتی ہیں اور لوگوں کی راہ وروش پر بہت تلخ لہجے میں تنقید فرماتی ہیں!

نیز اس مرحلے پر رسولؐ کی تنہا یادگار نے "فدک" کی دُکھ بھری روداد سُناتے ہوئے حکومتِ وقت کے غیر آئینی

اقدام پر ضربیں لگائی ہیں ! اور قانون کا احترام کرنے والوں پر منکشف کیا کہ ریاست کی باگ ڈور سنبھالنے والوں نے کس بے دردی سے دستور کے نام پر " اصول واقدار" کے پُرزے اُڑائے ہیں ۔ !

اور آخر میں انصار کے گروہ سے مخاطب ہو کر آپ نے حجت پوری کی ہے ۔ تقریر کے اس حصے میں بی بیؑ مدینے کے اصلی باشندوں کو اُن کا ایثار و اخلاص سے چھلکتا ہوا ماضی یاد دلاتی ہیں ۔ اور پھر حال کی سرد مہری کا شکوہ کرتی ہیں !

نیز پوری قوم کو قرآن کے احکام اور اہلِ بیتؑ کا دامن چھوڑنے کے عواقب و نتائج سے باخبر فرماتی ہیں !

۱
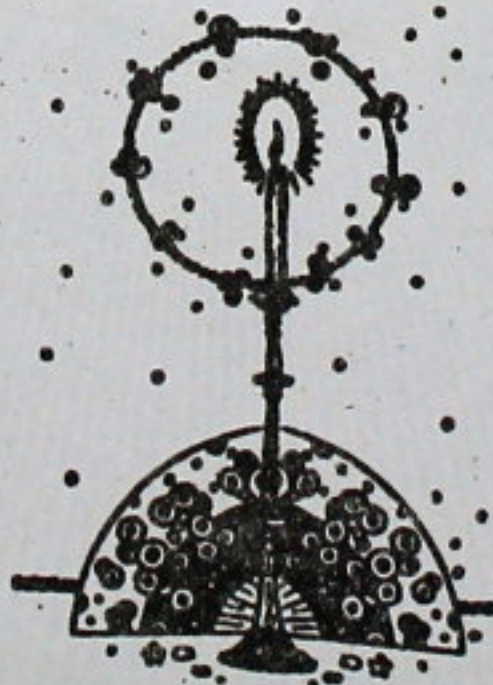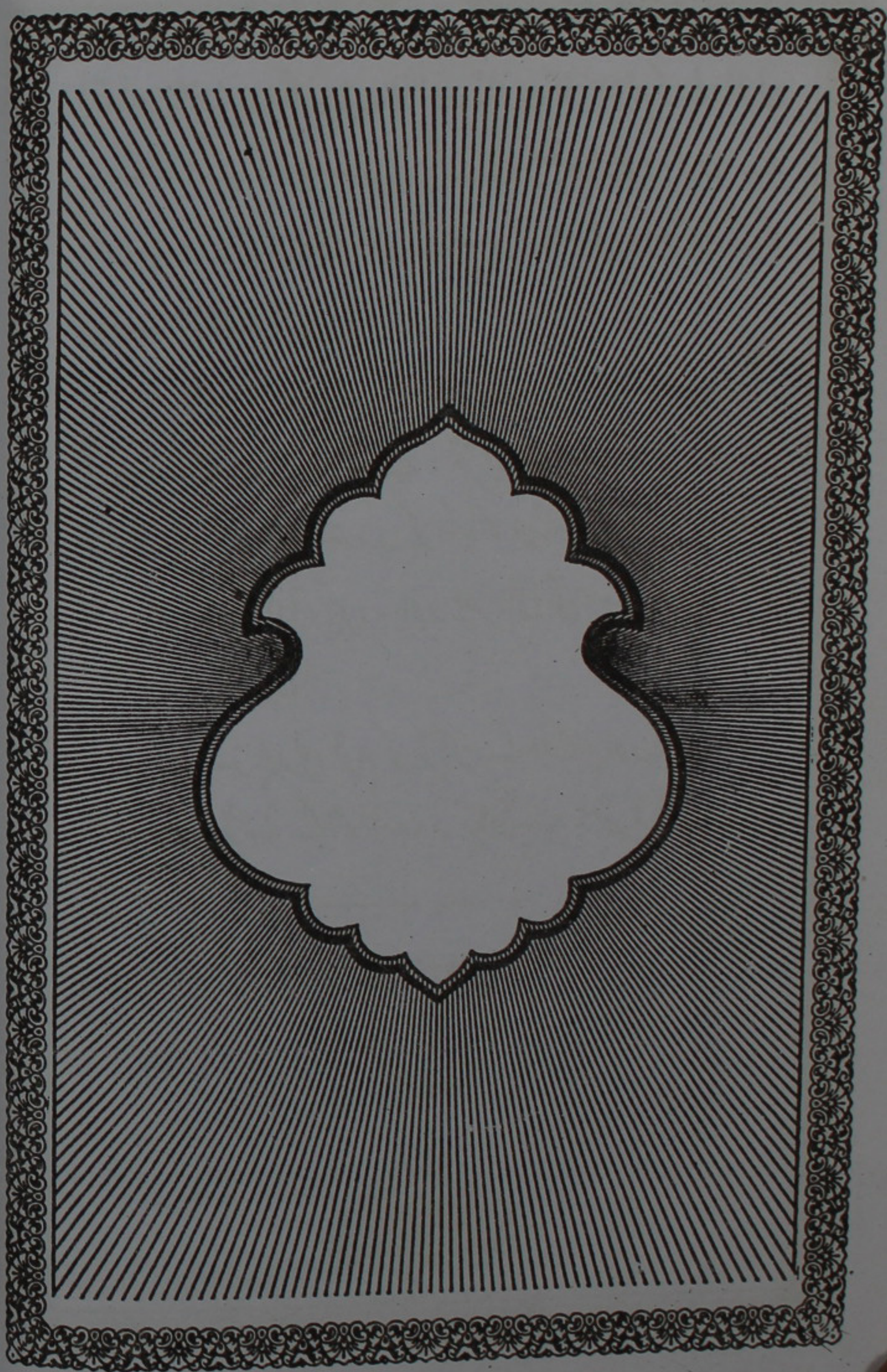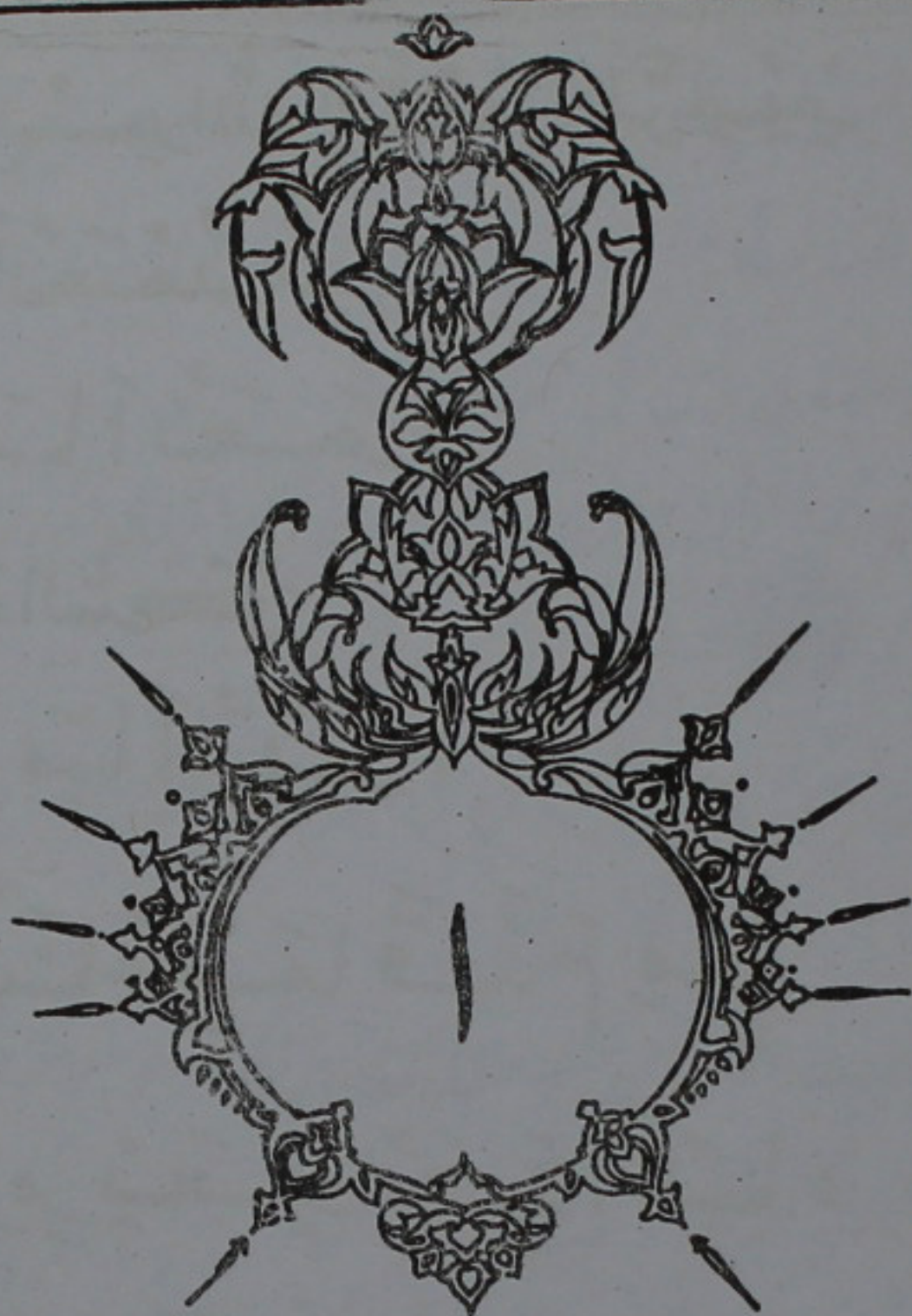
خدا کی حمد و ثنا
اور
نظریۂ توحید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

عَلٰى مَا اَنْعَمَ،

وَلَهُ الشُّكْرُ

عَلٰى مَا اَلْهَمَ،

وَالثَّنَاءُ بِمَا قَدَّمَ مِنْ

عُمُوْمِ نِعَمٍ ابْتَدَأَهَا،

وَسُبُوْغِ آلَاءٍ اَسْدَاهَا،

وَتَمَامِ مِنَنٍ وَالَاهَا،

جَمَّ عَنِ الْاِحْصَاءِ عَدَدُهَا،

وَنَاٰى عَنِ الْجَزَاءِ

اَمَدُهَا،

ابتداء اللہ کے نام سے جو رحمٰن بھی ہے، رحیم بھی ہے۔
اللہ نے ہمیں دنیا بھر کی جو نعمتیں عنایت کی ہیں،
اِس مرحمت پر اُس کی حمد و ثنا۔
اور اُس کے فضل سے ذہن و ضمیر کو جو اچھائیاں نصیب ہوئیں،
اُس کا لاکھ لاکھ شُکر!
پھر اِس خصُوص میں بھی اُس کی تعریف و توصیف کہ اُس نے
سب کو دیا اور سب کچھ دیا!
پالنے والے نے آغازِ حیات ہی سے ہر ایک کو سازو سامانِ
زندگی عطا فرمایا۔
اُس کے فیض کی وسعت، داد و دہش کی یک رنگی، اور
لُطفِ عام کا کیا کہنا!
کمال توجہ سے اُس کی لگاتار مہربانیاں بھی لائق صد ہزار
ستائش ہیں۔
اُس کے احسانات کا نہ کسی سے حساب ممکن، اور نہ کوئی اُن
کے شمار کی سکت رکھتا ہے۔
نیز دامنِ کرم اِتنا پھیلا ہوا ہے کہ پُورے طور پر کوئی
شُکرانہ بھی ادا کرنے کے قابل نہیں!

وَتَفَاوَتَ عَنِ الْاِدْرَاكِ اَبَدُهَا،

وَنَدَبَهُمْ لِاسْتِزَادَتِهَا بِالشُّكْرِ

لِاتِّصَالِهَا

وَاسْتَحْمَدَ اِلَى الْخَلَائِقِ بِاِجْزَالِهَا

وَثَنّٰى بِالنَّدْبِ اِلٰى اَمْثَالِهَا۔

وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

لَاشَرِيْكَ لَهٗ،

كَلِمَةٌ جَعَلَ الْاِخْلَاصَ تَأْوِيْلَهَا،

وَضَمَّنَ الْقُلُوْبَ مَوْصُوْلَهَا،

وَاَنَارَ فِي التَّفَكُّرِ مَعْقُوْلَهَا،

اَلْمُمْتَنِعُ مِنَ الْاَبْصَارِ رُؤْيَتُهٗ،

اور ان نوازشوں کی انتہا کو کون پائے؟ آدمی کا تخیل تک
اس مقام پر پہنچنے سے قاصر ہے۔
پالنے والے نے اپنی بخشش میں مزید اضافے اور تسلسل کی
خاطر سب کو احسان ماننے کی ہدایت فرمائی۔
اور تکمیلِ نعمت کی غرض سے آیئنِ تشکر کو معمول بنائے
رکھنے کی تاکید کی۔
اس کے علاوہ اُس نے ان جیسی نعمتوں کے مکرر حصول کے
لیے اپنے بندوں کو سپاس گزار ہونے کا حکم دیا۔
میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں
وہ یکتا ہے، بے مثال ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔
اُس نے اخلاص کو کلمۂ شہادت کا جوہر قرار دیا۔ یعنی!
اس حقیقت کا اعتراف کہ اُس کی ہر خوبی عینِ ذات ہے۔
قادرِ مطلق نے توحید کے شعور کو دل کی تہوں میں اُتارا۔
اور اس کے ادراک سے ذہن و خیال کے ایوانوں میں
چراغاں کر دیا!
ہماری آنکھوں میں نہ یہ تاب و تواں کہ ——
اس کا دیدار ممکن ہو جائے۔

وَمِنَ الْاَلْسُنِ ــــــــ

صِفَتُهُ،

وَمِنَ الْاَوْهَامِ كَيْفِيَّتُهُ۔

اِبْتَدَعَ الْاَشْيَاءَ لَا مِنْ شَیْءٍ ــــــ

كَانَ قَبْلَهَا،

وَ اَنْشَأَهَا بِلَا احْتِذَاءِ اَمْثِلَةٍ امْتَثَلَهَا،

كَوَّنَهَا بِقُدْرَتِهٖ وَ ذَرَءَهَا بِمَشِيَّتِهٖ،

مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ اِلٰى تَكْوِيْنِهَا،

وَلَا فَائِدَةٍ لَهٗ فِیْ تَصْوِيْرِهَا،

اِلَّا تَثْبِيْتًا لِحِكْمَتِهٖ ــــــــ

وَ تَنْبِيْهًا عَلٰى طَاعَتِهٖ،

اور نہ زبانوں کو اتنا یارا
کہ اس کی مدح سرائی کر سکیں !
فکر کتنی ہی بلند ہو مگر کیا مجال اس کے عرفان کی
منزل تک پہنچ پائے ۔
جب کسی چیز کا نام و نشان بھی نہیں تھا، تب اُس نے ہر شئے
کو وجود دیا۔ نمود بخشا !
بغیر کسی نقشے اور نمونے کے اُس نے صحنِ گیتی اور
بامِ فلک کی تخلیق فرمائی ۔
ہر ہستی کو اُس نے اپنی قدرت سے بنایا اور ہر پیکر کو
اپنی مشیّت سے ایجاد کیا !
دُنیا و مافیہا کی پیدائش میں نہ اُس کی کوئی غرض
تھی نہ ضرورت !
اور نہ اِس "عالمِ رنگ و بُو" کی صُورت گری میں اس
ذاتِ بے نیاز کا کوئی مفاد مُضمر تھا۔
بس! وہ یہ چاہتا تھا کہ
اُس کی حکمت عالم آشکارا ہو اور ساری خدائی
فرضِ بندگی کو توجّہ کا مرکز بنائے ۔

وَاِظْهَارًا لِقُدْرَتِهٖ

وَتَعَبُّدًا لِبَرِيَّتِهٖ

وَاِعْزَازًا لِدَعْوَتِهٖ ،

ثُمَّ جَعَلَ الثَّوَابَ عَلٰى طَاعَتِهٖ

وَوَضَعَ الْعِقَابَ عَلٰى مَعْصِيَتِهٖ

ذِيَادَةً لِعِبَادِهٖ عَنْ نِقْمَتِهٖ

وَحِيَاشَةً لَهُمْ اِلٰى جَنَّتِهٖ .

پھر تخلیق کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آفریدگارِ عالم اپنی ہمہ گیر قدرت کو نمایاں فرما کر یہ بھی جتا دے کہ وہی سب کا آقا اور دنیا کے تمام لوگ اُس کے بندے ہیں۔

ساتھ ساتھ یہ مقصد بھی تھا کہ دین کے پیغام اور خدا شناسی کی دعوت کو استحکام حاصل ہو۔

پھر اُس نے اپنی اطاعت کو باعثِ ثواب!

اور

سرکشی کو لائقِ تعزیر قرار دیا!

تاکہ

یہ بندے اس کے غیظ و غضب کی زد میں نہ آئیں

اور بہشت کی راہوں پر گامزن رہیں۔
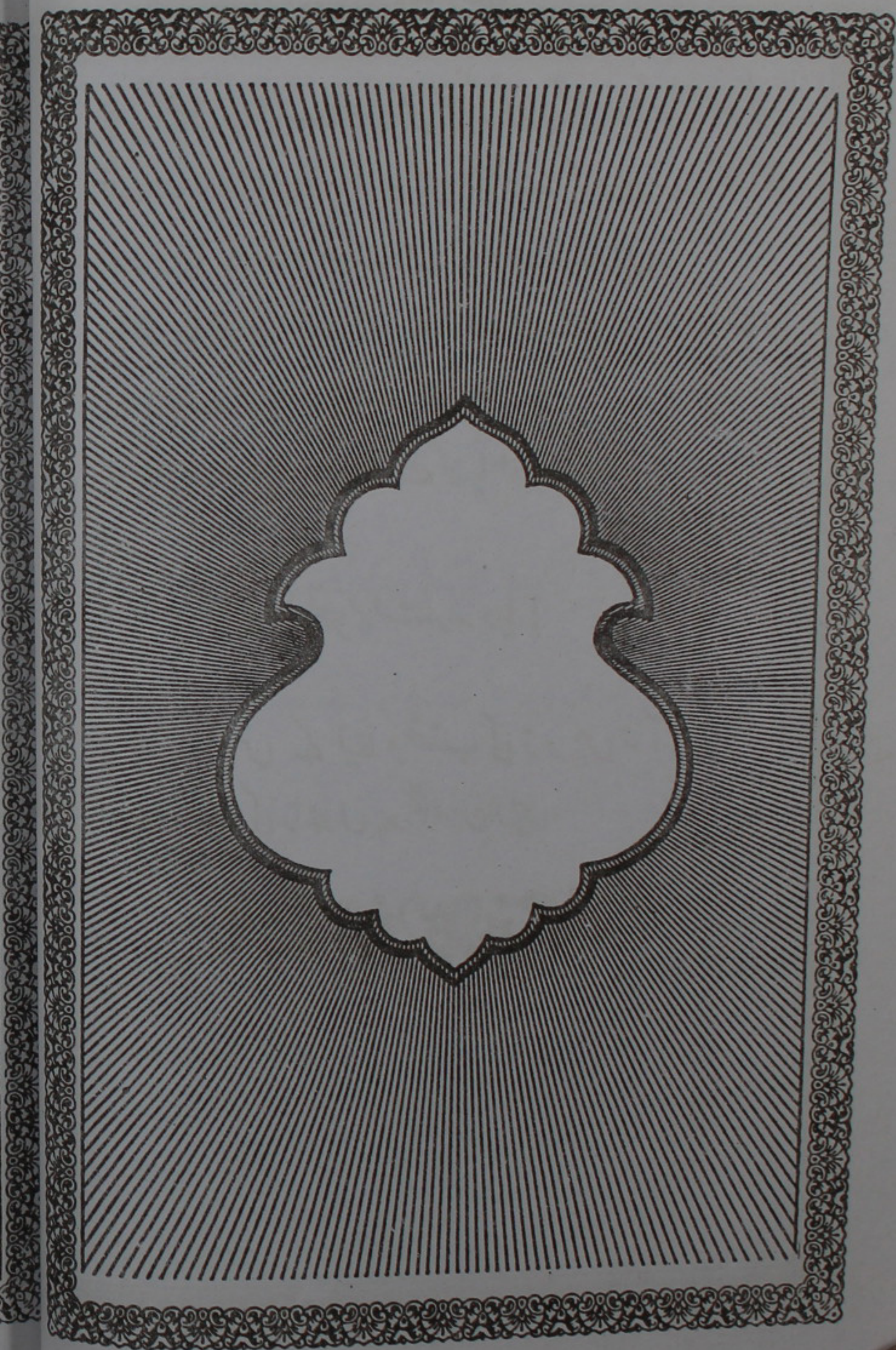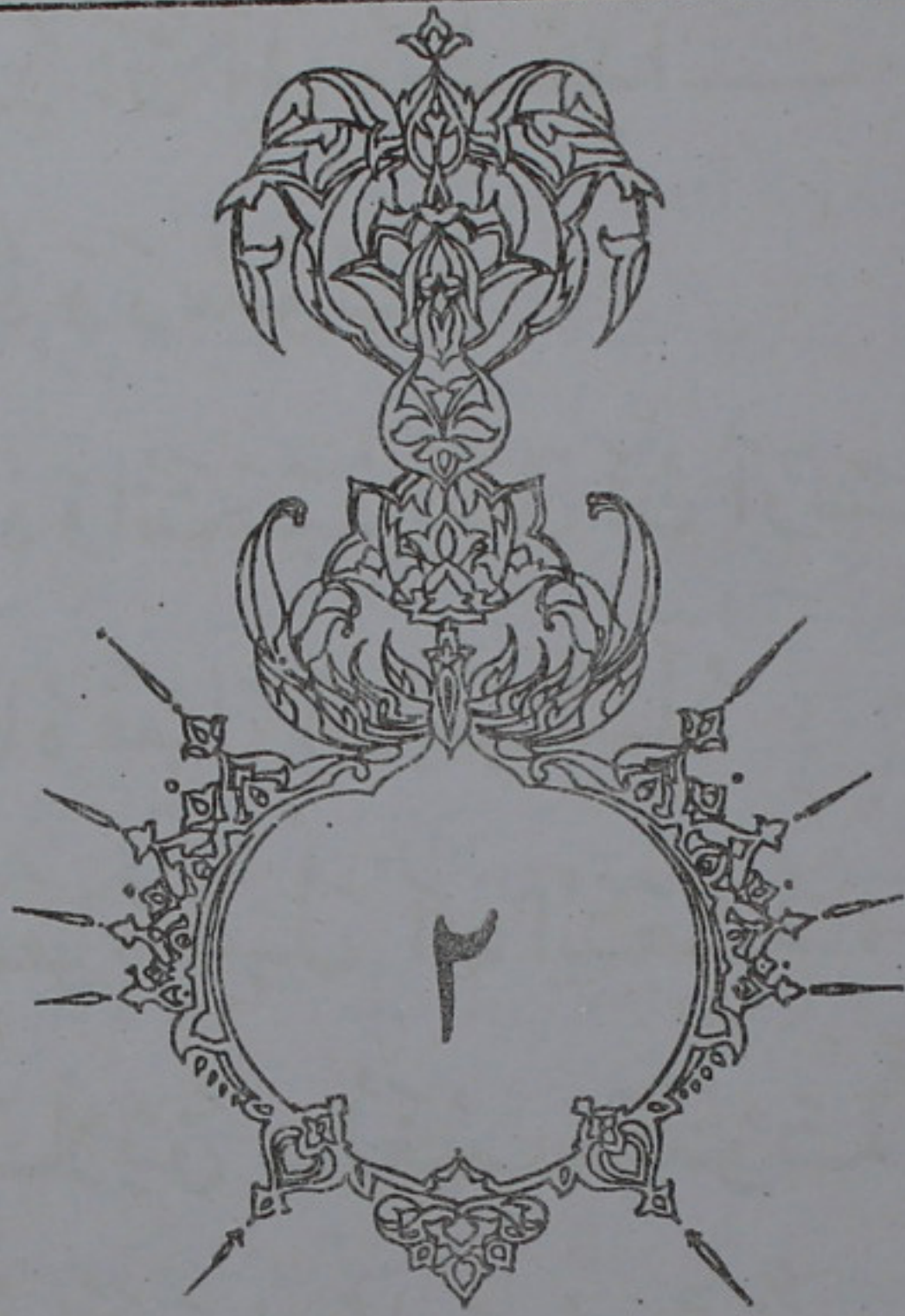
رسولؐ کا مقامِ شرف
اور
بعثت کے اغراض و مقاصد

وَاَشْهَدُ اَنَّ اَبِی مُحَمَّدًا

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ،

اِخْتَارَهٗ وَانْتَجَبَهٗ قَبْلَ اَنْ اَرْسَلَهٗ ،

وَسَمَّاهُ قَبْلَ اَنِ اجْتَبَلَهٗ ،

وَاصْطَفَاهُ قَبْلَ اَنِ ابْتَعَثَهٗ ،

اِذِ الْخَلَائِقُ بِالْغَيْبِ مَكْنُوْنَةٌ

وَبِسِتْرِ الْاَهَاوِيْلِ مَصُوْنَةٌ

وَبِنِهَايَةِ الْعَدَمِ مَقْرُوْنَةٌ ،

عِلْمًا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی

بِمَآئِلِ الْاُمُوْرِ

وَاِحَاطَةً بِحَوَادِثِ الدُّهُوْرِ

نیز مکرّر گواہی دیتی ہوں کہ میرے باپ محمدؐ اللہ کے
بندے اور اُس کے رسولؐ ہیں۔
خدا نے رسالت کا منصب دینے سے پہلے اُنھیں اِس
عہدے کے لیے چُن لیا تھا۔
اور اُس نے ابھی پیدا بھی نہیں کیا تھا کہ جہاں جہاں
چاہا آپ کا نام روشن کر دیا۔
نیز کارِ نبوّت کی بجاآوری سے قبل نگاہِ قدرت ——
آپ کو اِسی مقصد کے لیے منتخب کر چُکی تھی۔
یہ اُس دَور کی بات ہے ——
جب ساری خلقت نہاں خانۂ غیب میں پوشیدہ،
سب کے سب ——
خوف و وحشت کے پردوں کے پیچھے دبکے ہوئے،
اور عدم کی آخری حدوں کے بالکل قریب تھے۔
یہ خدا کے علم میں تھا —— کیونکہ دشتِ امکاں
میں جو بھی ہوتا ہے وہ اس کے انجام پانے سے باخبر ہے۔
اُس کی آگہی صحنِ کائنات میں رُونما ہونے والے ہر واقعے،
ہر حادثے، اور ہر سرگزشت پر گرفت رکھتی ہے۔

وَمَعْرِفَةً

بِمَوَاقِعِ الْمَقْدُوْرِ.

اِبْتَعَثَهُ اللّٰهُ اِتْمَامًا لِاَمْرِهٖ

وَعَزِيْمَةً عَلٰى اِمْضَاءِ حُكْمِهٖ

وَاِنْفَاذًا لِمَقَادِيْرِ حَتْمِهٖ،

فَرَأَى الْأُمَمَ

فِرَقًا فِىْ اَدْيَانِهَا،

عُكَّفًا عَلٰى نِيْرَانِهَا،

عَابِدَةً لِاَوْثَانِهَا،

مُنْكِرَةً لِلّٰهِ مَعَ عِرْفَانِهَا،

فَاَنَارَ اللّٰهُ بِاَبِىْ مُحَمَّدٍ ظُلَمَهَا

پھر وہ تمام امور کے وقوع پذیر ہونے اور جملہ کاموں کے ____ وقت نامے سے خوب واقف ہے۔

اُس نے اپنے پیغمبرؐ کو دینِ حق کی غرض و غایت ____ پورا کرنے کے لیے بھیجا۔

اور انسانی معاشرے میں اپنے آئین کو جاری کرنے کے عزمِ محکم کے ساتھ

نیز طے شدہ قطعی احکام اور حتمی قواعد کو ____ نافذ العمل بنانے کی خاطر مبعوث فرمایا۔

جب آپؐ مبعوث ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ اقوامِ عالم دینی اعتبار سے بٹی ہوئی اور بڑے تفرقے کا شکار ہیں۔

ان میں سے بعض گروہ تو ____

اپنے آتش کدوں کو سنبھالے بیٹھے ہیں۔

کچھ جتھے اپنے بتوں کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے ہیں۔

فطرت کے قاعدوں اور دماغ کی صلاحیت سے اللہ کو جاننے کے باوجود اُس کی بندگی سے انکاری ہیں۔

لہٰذا پروردگارِ عالم نے میرے پدرِ بزرگوار کے "نور" سے ____ جہالت کے گھپ اندھیروں کو چھانٹ کر دنیا میں اُجالا کر دیا۔

وَكَشَفَ عَنِ الْقُلُوْبِ بُهَمَهَا

وَجَلٰى عَنِ الْاَبْصَارِ غُمَمَهَا ،

وَقَامَ فِى النَّاسِ بِالْهِدَايَةِ

فَاَنْقَذَهُمْ مِنَ الْغَوَايَةِ

وَبَصَّرَهُمْ مِنَ الْعَمَايَةِ ،

وَهَدَاهُمْ اِلَى الدِّيْنِ الْقَوِيْمِ

وَدَعَاهُمْ اِلَى الطَّرِيْقِ الْمُسْتَقِيْمِ۔

ثُمَّ قَبَضَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

قَبْضَ رَأْفَةٍ وَاخْتِيَارٍ

وَرَغْبَةٍ وَاِيْثَارٍ ،

فَمُحَمَّدٌ مِنْ تَعَبِ هٰذِهِ الدَّارِ فِى رَاحَةٍ

دلوں کے سارے بل نکال دیے۔

ظلمت آشنا آنکھوں کو ——

روشنی عطا کی۔

لوگوں کو ——

ہدایت کی راہیں دکھائیں۔

طرح طرح کی گمراہیوں سے چھٹکارا دلایا۔

ذہن و ضمیر کو ——

حقیقت شناسی کا انداز سکھایا۔

سچے اور اچھے دین کو پہچنوایا۔

اور سیدھے راستے سے لگا دیا۔

پھر ——

اللہ نے انھیں اپنے پاس بُلا لیا۔

اور اِس طرح بُلایا کہ وہ خوشی خوشی بصد شوق،

اور کمال رغبت کے ساتھ آخرت کو دُنیا پر ترجیح دیتے

ہوئے اپنے رب سے جا ملے۔

اب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ اِس دُکھ بھری دُنیا کی تکلیفوں

سے دُور اپنے راحت کدے میں آرام فرما ہیں۔

قَدْحُفَّ بِالْمَلَائِكَةِ الْأَبْرَارِ

وَرِضْوَانِ الرَّبِّ الْغُفَّارِ

وَمُجَاوَرَةِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَ اَمِيْنِهٖ

وَخِيَرَتِهٖ مِنَ الْخَلْقِ وَصَفِيِّهٖ

وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

خدا کے مُقرّب فرشتے اُنھیں گھیرے ہوئے ہیں۔
اُس بخشنے والے پاک پروردگار کی مرضی شاملِ حال ہے۔
اور وہ ——————
اپنے قادرِ مطلق، آفریدگار کے سایۂ رحمت میں آسودہ ہیں۔
خدا کا درود میرے "باپ" پر ——————
جو اُس کے نبیؐ، اُس کی وحی کے امین،
اُس کے برگزیدہ اور ساری خلقت میں سے منتخب کیے
ہوئے پسندیدہ بندے تھے۔
ان کے حضور سلام، اور اللہ کی رحمت و برکت ان کے ساتھ ساتھ رہے۔
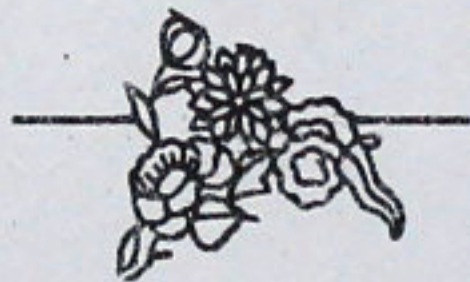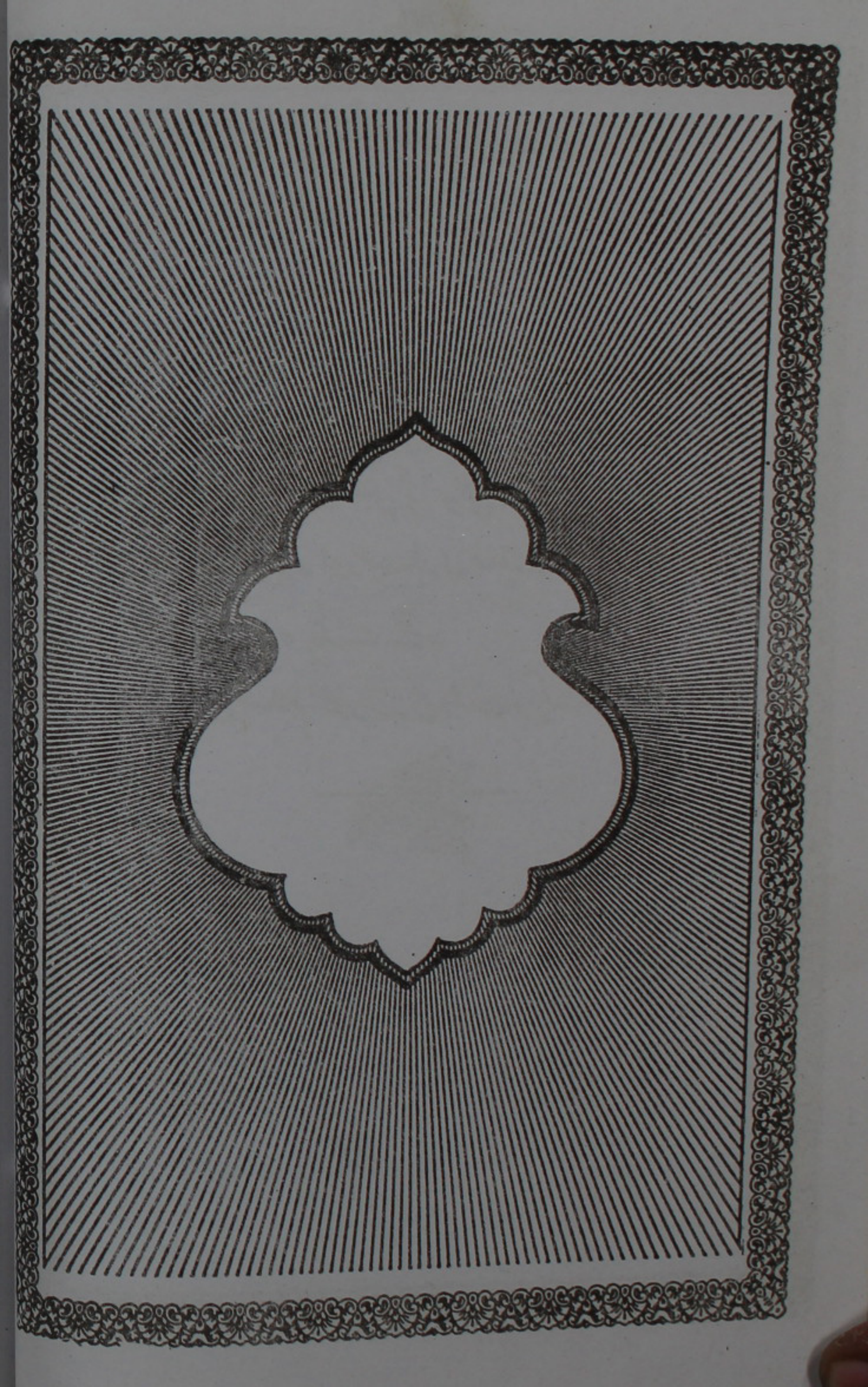
اُمّت کی ذمّے داری

نظریۂ امامت

اور

قرآن کی اہمیّت وافادیت

ثُمَّ التفتت اِلیٰ اَھلِ المُجلِسِ وقالت :

اَنتُمْ عِبادَ اللّٰهِ نُصُبُ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ

وَحَمَلَةُ دِيْنِهٖ وَ وَحْيِهٖ ،

وَ اُمَنَاءُ اللّٰهِ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ

وَبُلَغَائُهُ اِلَى الْاُمَمِ ،

زَعِيْمُ حَقٍّ لَهُ فِيْكُمْ

وَعَهْدٌ قَدَّمَهُ اِلَيْكُمْ

وَبَقِيَّةٌ اسْتَخْلَفَهَا عَلَيْكُمْ وَمَعَنَا كِتَابُ اللّٰهِ

كِتَابُ اللّٰهِ النَّاطِقُ ،

وَالْقُرْاٰنُ الصَّادِقُ ،

وَالنُّوْرُ السَّاطِعُ ،

پھر آپ مجمع کی طرف متوجہ ہوئیں اور ارشاد فرمایا

اللہ کے بندو! تم ہی وہ لوگ ہو جنھیں نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے کی ذمّے داری سونپی گئی ہے۔

دینِ الٰہی اور حق کے پیغام کو ——

عالم آشکارا کرنے کا بوجھ بھی تمھارے ہی کاندھوں پر پڑا ہے۔

تم اپنی ذات کے لیے خدا کے نمائندے ہو!

اور نظامِ شریعت کو ——

دوسری قوموں تک پہنچانا تمھارا کام ہے۔

پیدا کرنے والے کی طرف سے تمھارے واسطے ——

جو سچّا سربراہ، برحق رہنما مقرّر ہوا ہے وہ تم میں موجود ہے۔

اس کے بارے میں ——

تم سے باقاعدہ عہد و پیمان بھی لیا جاچکا ہے۔

وہ ذخیرہ جسے رسولؐ نے بچا کر رکھا تھا اُسی کو آپؐ نے اپنا جانشین بنایا۔ پھر ہمارے پاس اللہ کی کتاب بھی تو ہے۔

اللہ کی بولتی ہوئی کتاب!

قرآن، سچائیوں کی زبان!

نورِ فروزاں!

وَالضِّيَاءُ اللَّامِعُ ،

بَيِّنَةٌ بَصَائِرُهُ ، مُنْكَشِفَةٌ سَرَائِرُهُ ،

مُتَجَلِّيَةٌ ظَوَاهِرُهُ ،

مُغْتَبَطٌ بِهٖ اَشْيَاعُهُ ،

قَائِدٌ اِلَى الرِّضْوَانِ اِتِّبَاعُهُ ،

مُؤَدٍّ اِلَى النَّجَاةِ اسْتِمَاعُهُ ،

بِهٖ تُنَالُ حُجَجُ اللهِ الْمُنَوَّرَةُ

وَعَزَائِمُهُ الْمُفَسَّرَةُ

وَمَحَارِمُهُ الْمُحَذَّرَةُ

وَبَيِّنَاتُهُ الْجَالِيَةُ

وَبَرَاهِينُهُ الْكَافِيَةُ ،

پرتوِ رخشاں !

جس کا ہر مطلب واضح، ہر دلیل روشن، اور ——

تمام اسرار و رموز قابلِ بیان۔

اس کی ظاہری عبارت۔ سامنے کی باتیں، اُجالا پھیلاتی ہیں۔

قُرآن کے احکام پر عمل کرنے والوں کی زندگی ——

قابلِ رشک ہوتی ہے۔

اس کی پیروی بہشت کا راستہ دکھاتی ہے۔

کتابِ خدا کا سُننا بھی نجات کا ذریعہ ہے۔

قُرآن ہی کے وسیلے ——

انسانی ذہن اللہ کی صاف شفّاف اور رسا دلیلوں کو پاسکتا ہے۔

اس کا دامن ——

فرائض و واجبات کی شرح و تفسیر سے بھرا ہوا ہے۔

جو چیزیں جائز نہیں ہیں اور جن کاموں سے بچنا چاہیئے ——

ان کی تفصیل اس میں موجود ہے۔

اس کے استدلال ——

بڑے واضح، نہایت روشن ہیں۔

قُرآنِ حکیم کا طرزِ اثبات بے حد اطمینان بخش ہے !

وَفَضَائِلُهُ الْمَنْدُوبَةُ ،

وَرُخَصُهُ الْمَوْهُوبَةُ

وَشَرَائِعُهُ الْمَكْتُوبَةُ .

اِس میں حُسنِ اخلاق کو اپنانے اور مستحب اعمال بجالانے کی ترغیب بھی ہے
اور زندگی کے جن شعبوں میں قانونی سہولتیں عطا ہوئی ہیں
اُن کی وضاحت سے بھی اس کے اوراق سجے ہوئے ہیں۔
علاوہ ازیں پروردگارِ عالم نے جو خاص قاعدے قوانین مقرر فرمائے ہیں
وہ بھی اِس میں مذکور ہیں۔
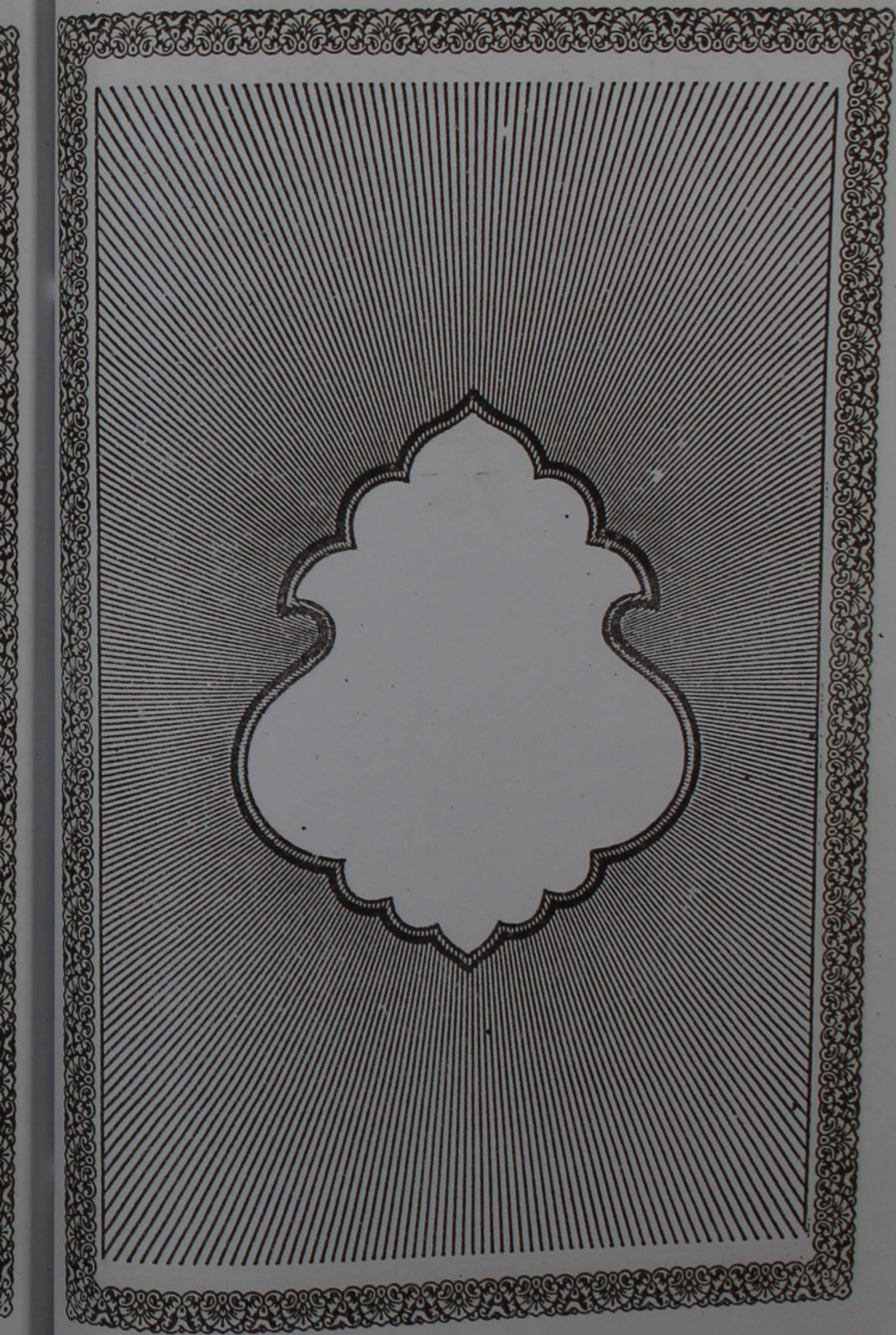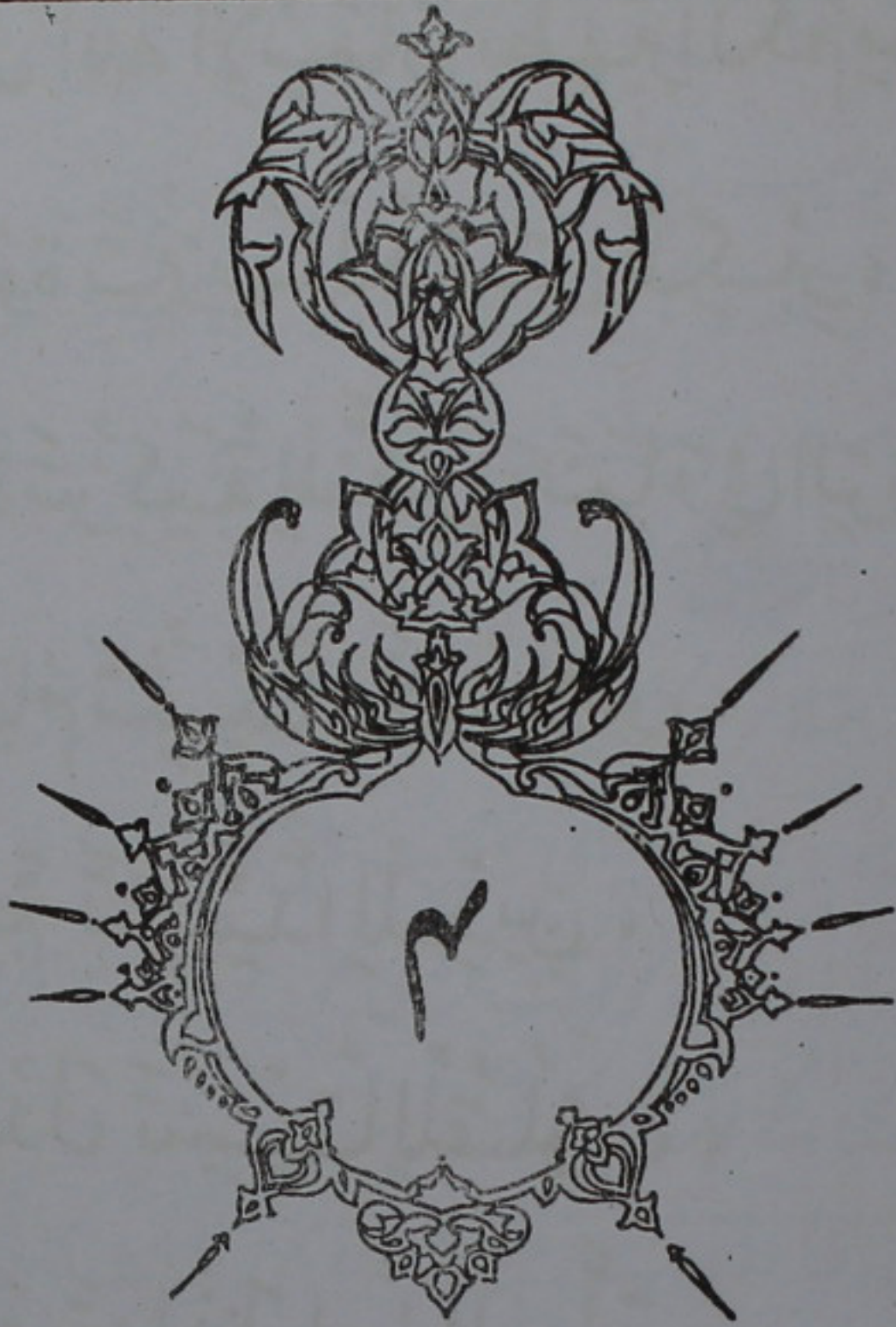
شریعت کے احکام
اور
ان کا فلسفہ

فَجَعَلَ اللهُ الْاِيْمَانَ تَطْهِيْرًا لَكُمْ مِنَ الشِّرْكِ

وَالصَّلٰوةَ تَنْزِيْهًا لَكُمْ عَنِ الْكِبْرِ ،

وَالزَّكَاةَ تَزْكِيَةً لِلنَّفْسِ وَنَمَاءً فِي الرِّزْقِ ،

وَالصِّيَامَ تَثْبِيْتًا لِلْاِخْلَاصِ ،

وَالْحَجَّ تَشْيِيْدًا لِلدِّيْنِ ،

وَالْعَدْلَ تَنْسِيْقًا لِلْقُلُوْبِ ،

وَطَاعَتَنَا نِظَامًا لِلْمِلَّةِ

وَاِمَامَتَنَا اَمَانًا لِلْفُرْقَةِ ،

وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْاِسْلَامِ ،

وَالصَّبْرَ مَعُوْنَةً عَلَى اسْتِيْجَابِ الْاَجْرِ ،

وَالْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ مَصْلَحَةً لِلْعَامَّةِ ،

پس! اللہ نے ایمان کو تمہیں شرک کی آلودگی سے پاک کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اور نماز کو تکبر کی کثافت سے محفوظ رہنے کا وسیلہ قرار دیا۔

زکوٰۃ سے نفس کی شست وشو ہوتی ہے اور —— یہ رزق میں اضافے کا سبب بھی ہے۔

روزے کو اخلاص کی جڑیں مضبوط کرنے میں خاصا دخل ہے۔

اور حج سے دین کو بڑی تقویت ملتی ہے۔

نظامِ عدل دلوں کو ایک لڑی میں پروتا ہے اور سب کے ساتھ برابری کے جذبے کو نمو دیتا ہے۔

اور ہماری اطاعت سے قوم میں تنظیم اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

نیز ہمارا سلسلۂ امامت ملتِ اسلامیہ کو —— انتشار اور تفرقے سے بچانے میں بہت مدد دیتا ہے۔

جہاد میں اسلام کی قوت اور اس کی عزت کا راز پوشیدہ ہے۔

صبر و شکیبائی کی بدولت اجر و ثواب اور —— ہر طرح کی نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

امر بالمعروف میں —— عوام کی بھلائی ہے، وہ اس ذریعے فلاح کو پہنچتے ہیں۔

وَبِرَّ الْوَالِدَيْنِ وِقَايَةً مِنَ السَّخَطِ ،

وَصِلَةَ الْأَرْحَامِ مِنْمَاةً فِي الْعُمُرِ

وَمِنْمَاةً لِلْعَدَدِ ،

وَالْقِصَاصَ حِقْنًا لِلدِّمَاءِ ،

وَالْوَفَاءَ بِالنَّذْرِ تَعْرِيضًا لِلْمَغْفِرَةِ ،

وَتَوْفِيَةَ الْمَكَائِيلِ وَالْمَوَازِيْنِ

تَغْيِيرًا لِلْبَخْسِ ،

وَالنَّهْيَ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ

تَنْزِيهًا عَنِ الرِّجْسِ ،

وَاجْتِنَابَ الْقَذْفِ حِجَابًا عَنِ اللَّعْنَةِ ،

وَتَرْكَ السَّرِقَةِ إِيجَابًا لِلْعِفَّةِ ،

اور والدین کے ساتھ حسن سلوک ـــــــ
خدا کے قہر و غضب سے بچائے رکھتا ہے۔
عزیز و اقارب کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے اور ان سے
محبت کا برتاؤ کرنے کے سبب عمر بڑھتی ہے۔ وسائل زیادہ ہوتے ہیں
قصاص انسانی زندگی کا احترام سکھاتا ہے، اس سے خوں ریزی
کی روک تھام ہوتی ہے۔
نذر کی ادائیگی یا عہد و پیمان کی تکمیل ـــــــ
رحمت و مغفرتِ خداوندی کا وسیلہ بنتی ہے۔
صحیح ناپ تول یا درست پیمانوں کے استعمال سے کم فروشی کا
خاتمہ ہوتا ہے، دُوسروں کے حقوق کو تحفظ ملتا ہے۔
شراب نوشی کی ممانعت ـــــــ
نفسِ انسانی کو گناہ آلود نہیں ہونے دیتی!
تہمت لگانے اور الزام تراشی سے دُور رہنے کا حکم ـــــــ
اس لیے دیا گیا ہے ـــــــ
تاکہ لوگ خدا کی نفرین سے محفوظ رہیں۔
چوری چکاری سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ انسانی شرافت کا
دامن داغ دار نہ ہونے پائے۔

وَحَرَّمَ اللّٰهُ الشِّرْكَ إِخْلَاصاً لَهُ ـــ
بِالرُّبُوبِيَّةِ ،
(فَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَاتَمُوتُنَّ
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ)
وَأَطِيعُوا اللّٰهَ فِيمَا أَمَرَكُمْ بِهِ وَنَهَاكُمْ عَنْهُ
فَإِنَّهُ (إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ
الْعُلَمَاءُ)

شرک سے منع کرنے کا باعث یہ کہ ______

اللہ کے بندے صرف اُسی کو اپنا رب اپنا پروردگار سمجھیں اُس کے علاوہ اور کسی کو اپنا پالنہار نہ مانیں۔

لہٰذا ______!

تم پرہیزگار بنو۔ پرہیزگاری کا حق ادا کرو اور موت آئے تو اِس حال میں کہ اسلام کو سینے سے لگائے ہوئے ہو۔ [1]

اور پروردگارِ عالم نے ______

جن احکام کو بجا لانے کا حکم دیا ہے اُنھیں جامۂ عمل پہناؤ اور جن امور سے روکا ہے اُن کے قریب نہ جاؤ۔

ہاں! اللہ کے بندوں میں صرف علم والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں [2]

---

[1] سورۂ آلِ عمران۔ آیت : ۱۰۲

[2] سورۂ فاطر۔ آیت : ۲۸

۵
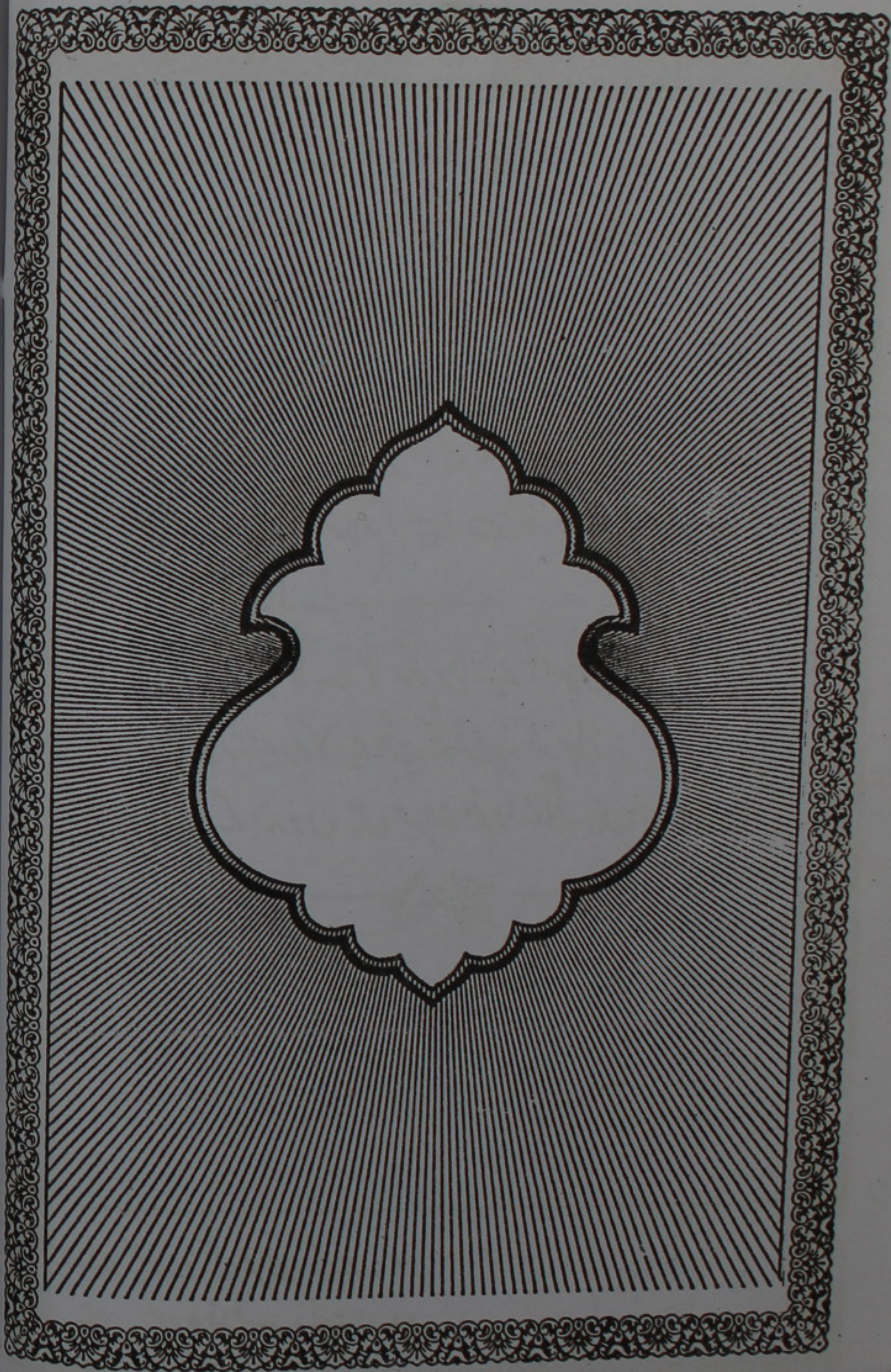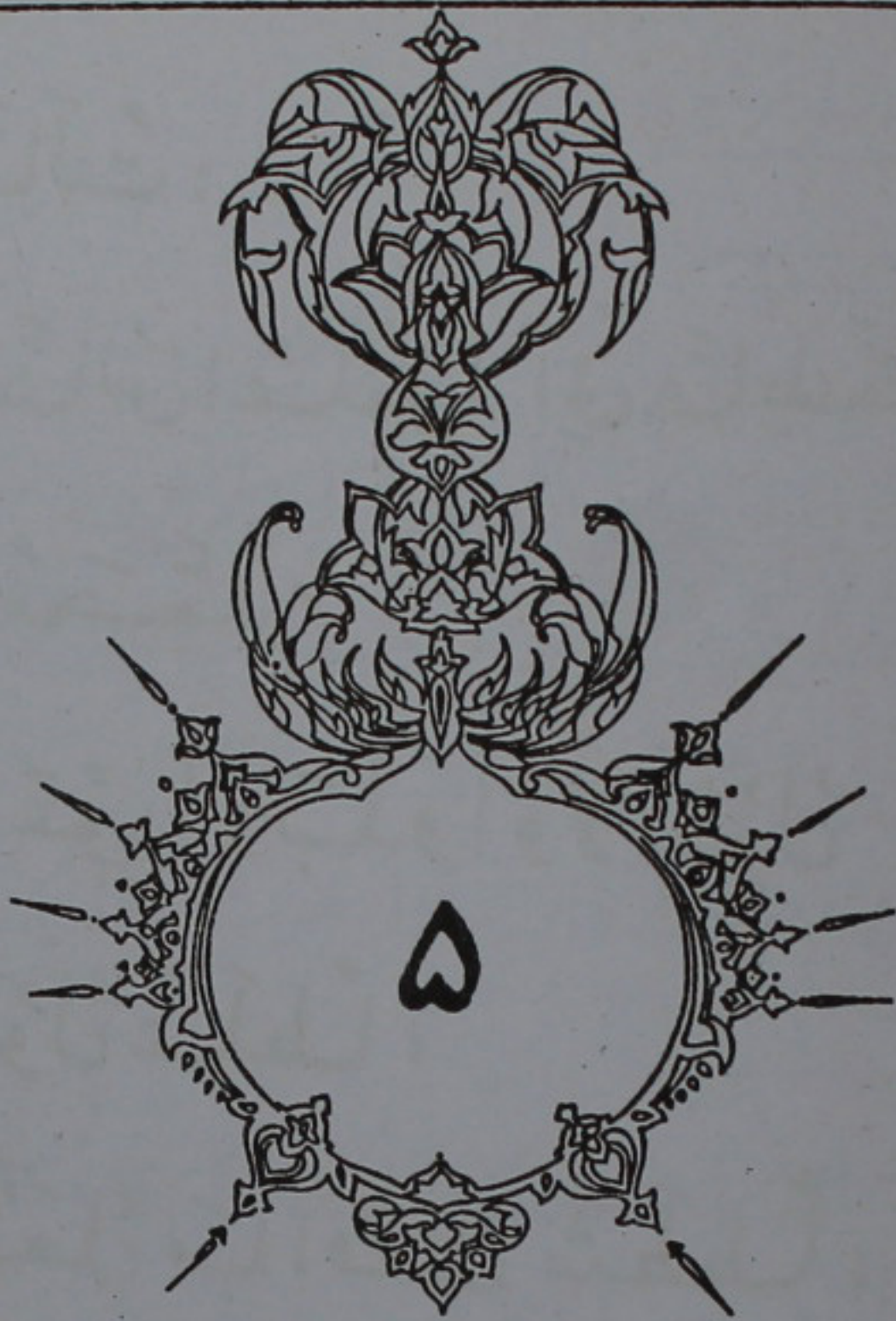
اپنا تعارف

اپنے عظیم باپؑ کی توصیف

اور

اپنے خدا پسند شوہرؑ کی جاں فشانیوں کا بیان

ثُمَّ قالَت :

اَيُّهَا النَّاسُ اعلَمُوْا اَنِّیْ فاطِمَۃُ

وَ اَبِی مُحَمَّدٌ ص

اَقُوْلُ عَوْداً وَبَدْواً وَلا اَقُوْلُ

ما اَقُوْلُ غَلَطاً ،

وَلا اَفعَلُ ما اَفعَلُ شَطَطاً ،

لَقَدْ جاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ

عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ

عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ

رَؤُفٌ رَحِیْمٌ

پھر آپ نے فرمایا :

لوگو ——— !

تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں فاطمہؑ ہوں ———

اور میرے باپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔

میری گفتگو شروع سے اخیر تک ایک جیسی ہوگی ———

اس میں ———

نہ کسی طرح کا تضاد ملے گا اور نہ کوئی کھوٹ دکھائی دے گا۔

نیز ———

میرے اعمالِ حیات میں بھی کوئی ایسا کام نہیں جس کا رشتہ

حق وصداقت سے نہ ملتا ہو۔

دیکھو ——— !

تمھارے ہاں ایک ایسے رسولؐ آئے جو خود تم ہی میں سے ہیں

تمھارا دُکھ درد اُن پر شاق ہے۔

اُنھیں نفس نفس تمھاری بھلائی چاہیے۔ وہ ایمان والوں کے

لیے بڑے مہربان اور انتہائی شفیق ہیں [1]

---

[1] سورۂ توبہ۔ آیت ۱۲۸

فَإِنْ تَعْزُوْهُ وَتَعْرِفُوْهُ تَجِدُوْهُ

أَبِي دُوْنَ نِسَائِكُمْ

وَأَخَا ابْنِ عَمِّيْ دُوْنَ رِجَالِكُمْ

وَلَنِعْمَ الْمَعْزِيُّ إِلَيْهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ،

فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعاً بِالنِّذَارَةِ

مَائِلاً عَنْ مَدْرَجَةِ الْمُشْرِكِيْنَ

ضَارِباً ثَبَجَهُمْ آخِذاً بِأَكْظَامِهِمْ

دَاعِياً إِلَى سَبِيْلِ رَبِّهِ بِالْحِكْمَةِ

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ،

يَكْسِرُ الْأَصْنَامَ وَيَنْكِثُ الْهَامَ

تم اگر نسب کے حوالے سے انھیں جاننا چاہو تو یاد رکھو کہ ___

وہ میرے اور صرف میرے باپ ہیں ___________

تمھاری عورتوں میں سے کسی کو ان سے رشتۂ پدری کا اعزاز نہیں حاصل!

اور ______

میرے شریکِ زندگی (علیؑ) کے چچازاد بھائی ہیں ______

تمھارے مَردوں میں کسی سے ان کی یہ قرابت داری نہیں!

حضورؐ سے یہ خاندانی وابستگی ______

ہم لوگوں کے واسطے کس درجہ باعثِ افتخار ہے!

خدا کے پیمبرؐ نے کس خوش اسلوبی سے کارِ رسالت کو انجام دیا

اور مُشرکوں کو ان کے کیفرِ کردار سے باخبر فرمایا۔

آپؐ دشمنانِ خدا کی راہ و روش سے مُنہ موڑے رہے!

سرکشوں کے سَر توڑے۔ باغیوں کی گردنیں مروڑیں تاکہ

وہ راہِ راست پر آجائیں۔

پیغمبرِ اکرمؐ نے ______

حکمت کی زبان اور نصیحت انگیز حُسنِ بیان سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔

اُنھوں نے ______

بتوں کو پاش پاش کیا اور نخوت پسندوں کو نیچا دکھایا۔

حَتّٰی انھزمَ الجمعُ وَ وَلّوا الدُّبُرَ

حتّٰی تفرّی اللّیلُ عن صُبحِہٖ

وَ اَسفرَ الحقُّ عن محضِہٖ

وَنطقَ زعیمُ الدِّینِ

وَخُرِستْ شقاشِقُ الشّیاطِینِ

وَطاحَ وَ شیظُ النِّفاقُ

وَانحلّتْ عُقدُ الکُفرِ وَ الشِّقاقِ ،

وَفھتُمْ بِکلِمۃِ الاِخلاصِ

فِی نفرٍ مِنَ البِیضِ الخِماصِ.

وَکُنتُمْ علٰی شفا حُفرۃٍ مِنَ النّارِ

مُذقۃَ الشّارِبِ وَنُھزۃَ الطّامِعِ

خدا فراموشوں کے مجمع میں بھگدڑ مچ گئی ——

اور وہ ——
راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے!

پھر ——
جہل کی شبِ تار کے پردے اُٹھے اور صبحِ آگہی کے جلوے پھیل گئے!
حق اور حقیقت نکھر کر سامنے آئی
دین کے پیشوا نے تکلم فرمایا
شیطان کے ساتھی دم بخود ہو کر رہ گئے ——!
منافقوں کے گروہ ہلاکت کو پہنچے۔
کُفر و عداوت کے سارے بل کُھل گئے!
اور تمہارے ہونٹوں پر توحید کے رسیلے بول مچلنے لگے!

ہاں ——!
ان حالات کے ظہور میں گنتی کی اُن چند ہستیوں کا بھی حصّہ ہے
جنھوں نے ناموافق حالات میں بھی اپنی پاکبازی کو سنبھالے رکھا!
جب کہ مجموعی طور پر تم سب دہکتے ہوئے آتشکدے کے دہانے پر کھڑے تھے۔
طاقتوروں کے سامنے تمہاری حیثیت کیا تھی ——؟
گھونٹ بھر پانی —— مُنہ کا نوالہ!

وَقُبْسَةَ الْعَجْلَانِ وَمَوْطِئَ الْاَقْدَامِ۔

تَشْرَبُوْنَ الطَّرْقَ وَتَقْتَاتُوْنَ الْوَرَقَ ،

اَذِلَّةً خَاسِئِيْنَ ،ــــــــ

تَخَافُوْنَ اَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ

مِنْ حَوْلِكُمْ ،

فَاَنْقَذَكُمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ـــ

بِمُحَمَّدٍ (ص) بَعْدَ اللَّتَيَّا وَالَّتِيْ ،

وَبَعْدَ اَنْ مُنِيَ بِبُهَمِ الرِّجَالِ۔

وَذُؤْبَانِ الْعَرَبِ وَمَرَدَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ،

كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَاراً لِلْحَرْبِ ــــــ

اَطْفَأَهَا اللّٰهُ

جلدی میں آگ لے جانے والے کی ———

ایک چنگاری ——— !

قدم قدم روندن میں آنے والی مخلوق !

گڑھوں میں جمع ———

گندے پانی سے اپنی پیاس بُجھاتے تھے۔ گھانس پُھونس

سے پیٹ بھرتے تھے !

ذلّت و خواری ———

تمھارا مُقدّر بنی ہوئی تھی ، ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا

کہ آس پاس کے لوگ کہیں اغوا نہ کرلیں۔

اللہ نے تمھیں ان تمام اندوہناک واقعات سے ———

حضور محمد مصطفےٰ صلعم کے صدقے ———

نجات دلائی۔ تمھارے دلدّر دُور ہوگئے ——— !

سرکار ختم المرسلین ؐ نے ———

زور آوروں کے ہاتھوں بڑے شدائد برداشت کیے مگر

عرب کے بھیڑیوں اور سرکش اہلِ کتاب کا جم کر مقابلہ کیا۔

دشمن جب بھی ———

جنگ کے شعلے بھڑکاتے اللہ ان لوگوں کو بُجھا دیتا ——— !

اَوْ نَجَمَ قَرْنُ الشَّيْطَانِ اَوْ فَغَرَتْ

فَاغِرَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

قَذَفَ اَخَاهُ فِى لَهَوَاتِهَا

فَلَا يَنْكَفِئُ حَتّٰى يَطَأَ صِمَاخَهَا

بِاَخْمَصِهٖ

وَيُخْمِدَ لَهَبَهَا بِسَيْفِهٖ، مَكْدُوْدًا

فِى ذَاتِ اللّٰهِ، مُجْتَهِدًا فِىْ اَمْرِ اللّٰهِ،

قَرِيْبًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، سَيِّدًا فِىْ

اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ

مُشَمِّرًا، نَاصِحًا، مُجِدًّا، كَادِحًا،

لَا تَأْخُذُهٗ فِى اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ،

اور ــــــــــ
جس لمحے بھی شیطان کے ساتھی کوئی فتنہ کھڑا کرتے یا مشرکوں میں
سے کوئی اژدہے کی طرح بڑا سا مُنہ کھولتا،

خاتم الانبیاءؐ ــــــــــ،
اسلام کے تحفّظ کے لیے اپنے بھائی علیؑ کو آگے کر دیتے تھے!

پھر علیؑ،
چڑھائی کرنے والوں کو جب تک پامالِ شجاعت نہیں کر دیتے
واپس نہیں آتے تھے۔

ہاں ــــــــــ!
فتنوں کی آگ کو اپنی تیغ کے پانی سے بجھا کر دم لیتے۔ خدا کی راہ
میں ہر سختی جھیلتے اور دین کو بچانے کے واسطے کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھتے۔
وہ اللہ کے رسولؐ سے بہت قریب تھے اور پاک پروردگار نے
اُنھیں اپنے اولیاء کی سروری عطا فرمائی تھی۔
علیؑ، جہاد کے واسطے ہمہ وقت کمربستہ رہتے، وہ اُمّت کے خیر خواہ تھے
اللہ کا ہر حکم دل سے بجا لاتے۔ دین کے تمام امور کے لیے ــــــــــ
جان توڑ کوشش کرتے۔
نیز جب بات خدا کی ہو تو پھر کوئی کچھ کہے اُسے خاطر میں نہیں لاتے تھے!

وَ اَنْتُمْ فِیْ رَفَاهِیَةٍ مِنَ الْعَیْشِ

وَادِعُوْنَ فَاکِهُوْنَ آمِنُوْنَ

تَتَرَبَّصُوْنَ بِنَا الدَّوَائِرَ وَتَتَوَکَّفُوْنَ الْاَخْبَارَ

وَتَنْكُصُوْنَ عِنْدَ النِّزَالِ وَتَفِرُّوْنَ مِنَ الْقِتَالِ
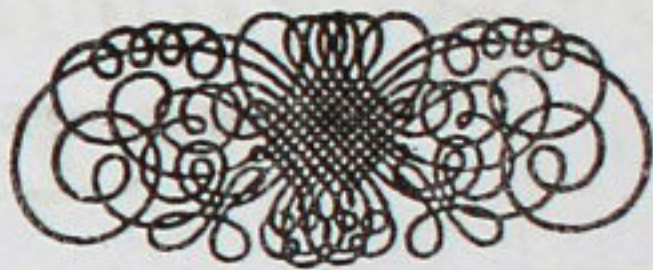
مگر تم توان دنوں عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔
سُکھ چین سے، امن و امان کی چھاؤں میں اطمینان کی سانس لے رہے تھے۔
اور اس انتظار میں تھے کہ ــــــــ
ہم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں اور تمھیں یہ بُری خبر سُننے کو ملے۔
جنگ کے موقع پر تم کنائی کاٹ جاتے تھے۔ اور لڑائی دیکھ کر
فرار کی راہیں ڈھونڈنے لگتے تھے ــــــ!

٦
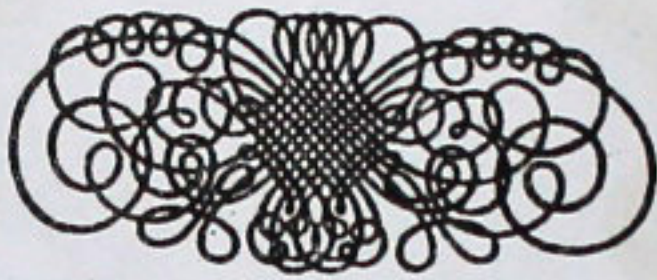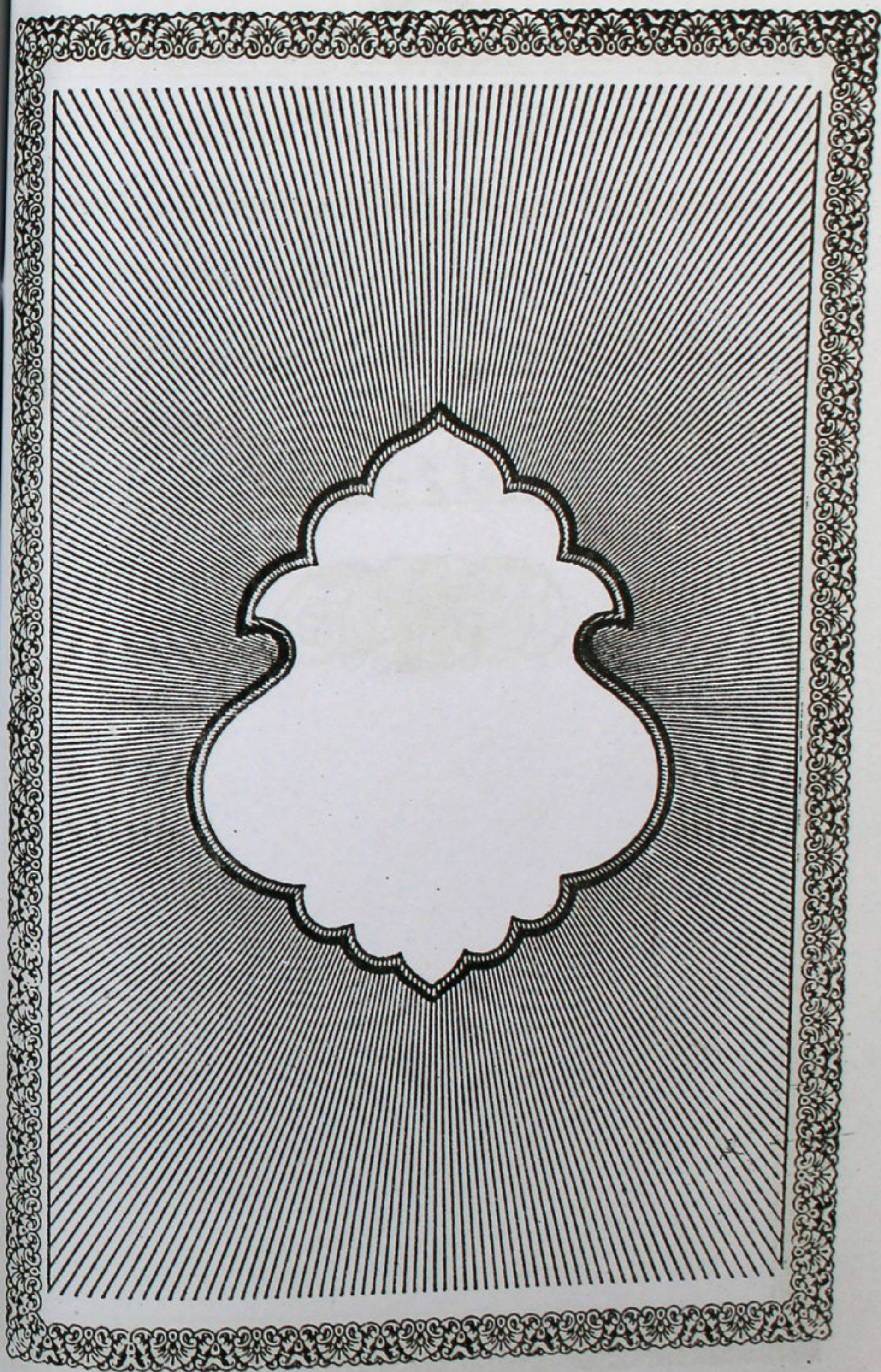
اور.....

جب پیغمبرؐ اکرم - اِس دُنیا میں

نہ رہے ——— !

فَلَمَّا اخْتَارَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ دَارَ اَنْبِيَائِهٖ

وَمَاْوٰى اَصْفِيَائِهٖ

ظَهَرَ فِيكُمْ حَسِيكَةُ النِّفَاقِ

وَسَمَلَ جِلْبَابُ الدِّيْنِ

وَنَطَقَ كَاظِمُ الْغَاوِيْنَ

وَنَبَغَ خَامِلُ الْاَقَلِّيْنَ

وَهَدَرَ فَنِيقُ الْمُبْطِلِيْنَ فَخَطَرَ

فِي عَرَصَاتِكُمْ

وَاَطْلَعَ الشَّيْطَانُ رَاْسَهٗ مِنْ

مَغْرِزِهٖ هَاتِفًا بِكُمْ،

فَاَلْفَاكُمْ لِدَعْوَتِهٖ مُسْتَجِيبِيْنَ

اور جب ———

پروردگارِ عالم نے اپنے نبیؐ کے قیام کے لیے پیغمبروں کے راحت سرا اور منتخب ہستیوں کے آرام کدے کو پسند فرمایا۔

تو پھر ———

تمھارے دلوں میں نفاق کے کانٹے نکل آئے ——— !

دین نے تمھیں جو پوشاک پہنائی تھی ———

وہ تار تار ہو چکی ہے ——— !

ہاں ——— !

وہ گمراہ جو کسی باعث چُپ تھے اب اُن کی بھی زبانیں چلنے لگیں !

اور ———

کچھ بے ننگ و نام افراد نے بھی سر اُٹھانا شروع کر دیا۔

جب تم سچائی کا میدان ———

چھوڑ گئے تو حق نا آشنا گروہ کے اُونٹ بلبلانے لگے اور باطل پرست در آئے۔

شیطان نے ———

اپنی کمین گاہ سے سر نکالا۔ اور تمھیں پکارنے لگا۔

اکثر لوگ اُس کی آواز سُن کر لپک پڑے ——— !

وَلِلْغِرَّةِ فِيهِ مُلاحِظِينَ ،

ثُمَّ اسْتَنْهَضَكُمْ فَوَجَدَكُمْ

خِفافاً

وَ أَحْمَشَكُمْ فَأَلْفاكُمْ

غِضاباً ،

فَوَسَمْتُمْ غَيْرَ إِبِلِكُمْ

وَوَرَدْتُمْ غَيْرَ مَشْرَبِكُمْ ، هٰذا!

وَالْعَهْدُ قَرِيبٌ وَالْكَلْمُ رَحِيبٌ

وَالْجُرْحُ لَمَّا يَنْدَمِلُ

وَالرَّسُولُ لَمَّا يُقْبَرُ ، إِبْتِداراً

زَعَمْتُمْ خَوْفَ الْفِتْنَةِ

اور آخر کار ـــــــــ
اس پر ریجھ کر سب نے اُسے اپنا منظورِ نظر بنا لیا۔
نتیجتہً ـــــــــ
اُس نے تمھیں اپنے ڈھرّے پر لگایا اور تم اپنے ہلکے پَن
کے کارن اُس کے ہو کر رہ گئے۔
پھر وہ تمھارے جذبۂ غضب کو بھڑکانے میں کامیاب رہا۔
اور تم آپے سے باہر ہو گئے ـــــــ!
دوسروں کے اُونٹوں پر نشان لگا کر، اُنھیں ہتیانے لگے!
پرائے گھاٹ کو اپنا گھاٹ سمجھ بیٹھے ـــــــ!

ہاں ـــــــ!
تم نے ـــــــ،
رسولؐ سے جو عہد و پیمان کیا تھا وہ تو ابھی کل کی بات
ہے۔ دیکھو! زخم بہت کاری ہیں!
اور گھاؤ ـــــــ بھرے نہیں!
پیغمبرِ اکرم کو سپردِ خاک تک نہیں کیا گیا تھا کہ تم نے
اِس بہانے کہ کہیں کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے جلدی سے جو
کرنا تھا کر گزرے۔

(الَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ
لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ)
فَهَيْهَاتَ مِنْكُمْ وَكَيْفَ بِكُمْ
وَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ
وَكِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ،
اُمُوْرُهٗ ظَاهِرَةٌ
وَاَحْكَامُهٗ زَاهِرَةٌ وَاَعْلَامُهٗ
بَاهِرَةٌ وَزَوَاجِرُهٗ لَائِحَةٌ وَاَوَامِرُهٗ
وَاضِحَةٌ،
وَقَدْ خَلَّفْتُمُوْهُ وَرَاءَ ظُهُوْرِكُمْ،

مگر یاد رکھو ——— !

"کہ تم ایک بہت بڑے فتنے میں پھنس چکے ہو ———

اور ———

جہنم نے کافروں کو گھیر رکھا ہے۔"[1]

حیرت ہے ——— !

تم نے یہ سوچا کیسے ——— ؟

تم کدھر بہکے جا رہے ہو ——— ؟

اے لو ——— !

خدا کی کتاب تمھارے درمیان موجود ہے۔ اور اس کی تمام باتیں بہت واضح ہیں۔

قرآن کے تمام فرمان روشن، اُس کی نشانیاں ضیا بار،

اور ———

اَمر و نہی کے سارے قاعدے لَو دیتے ہیں۔

پھر بھی تم نے ———

اِس آئینِ زندگی کو پسِ پُشت ڈال دیا ——— !

---

[1] سورۂ توبہ۔ آیت : ۴۹

اَرَغْبَةً عَنْهُ تُرِيْدُوْنَ اَمْ بِغَيْرِهٖ

تَحْكُمُوْنَ ؟

بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ،

(وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْناً

فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

مِنَ الْخَاسِرِيْنَ) .

ثُمَّ لَمْ تَلْبَثُوْا اِلَّا رَيْثَ اَنْ تَسْكُنَ

نَفْرَتُهَا وَيَسْلَسَ قِيَادُهَا

ثُمَّ اَخَذْتُمْ تُوْرُوْنَ وَقْدَتَهَا

وَتُهَيِّجُوْنَ جَمْرَتَهَا

اچھا ــــــ!

تم نے قرآن سے مُنہ پھیر لیا ہے یا ــــــ

اب اس کے بغیر ہی فیصلے کرو گے ؟

ظالموں نے ــــــ

قُرآن کے بدلے جو ریت اپنائی ہے وہ ــــــ

بدترین روش ہے ۔

اور جو اسلام کے سوا کسی اور نظام کو اپنائے گا وہ ہرگز قابلِ قبول نہ ہو گا ۔ نیز جو یہ کرے گا وہ آخرت میں بڑا گھاٹا اُٹھائے گا ۔[1]

تم نے بڑی پھُرتی سے ــــــ

خلافت کے بدکے ہوئے ناقے کو ہتھیا لیا ، اِتنا بھی انتظار نہ کر سکے کہ پہلے رام کر لیتے پھر مہار تھامتے ــــــ!

اور اِس کے بعد ــــــ

تم سب نے مِل کر فتنوں کی آگ سلگائی اور ہنگاموں کے شعلے بھڑکائے ۔

---

[1] سورۂ آلِ عمران ۔ آیت : ۸۵

وَتَسْتَجِيبُونَ لِهِتَافِ الشَّيْطَانِ

الْغَوِيِّ

وَاِطْفَاءِ اَنْوَارِ الدِّيْنِ الْجَلِيِّ ــــ

وَاِهْمَالِ سُنَنِ النَّبِيِّ الصَّفِيِّ ،

تَشْرَبُوْنَ حَسْواً فِي ارْتِغَاءِ

وَتَمْشُوْنَ لِاَهْلِهِ وَ وُلْدِهِ ــــ

فِي الْخَمَرِ وَالضَّرَاءِ

وَنَصْبِرُ مِنْكُمْ عَلٰى مِثْلِ ــــ

حَزِّ الْمُدٰى وَ وَخْزِ السِّنَانِ ــــ

فِي الْحَشَاءِ

وَاَنْتُمُ الْاٰنَ تَزْعُمُوْنَ اَنْ لَا اِرْثَ لَنَا

گمراہ شیطان کی پکار پر لبیک کہنے لگے ——— !

ہائے ——— !

دین کے اجالوں کو گھپ اندھیروں میں بدل دیا ———،

اور ———

اللہ کے برگزیدہ نبیؐ کی تعلیمات پر پردے ڈال دیے۔

تمہارا ظاہر ———

تمہارے باطن کا ساتھ نہیں دیتا ——— کہتے کچھ ہو

اور کرتے کچھ ہو ——— !

خاندانِ نبوّت کو ———

سامنے سے ہٹانے اور ہر طرح سے ستانے کے لیے

تم کیا کیا چالیں نہیں چلے ——— ؟

خیر ——— !

ہم تمہاری اس ایذارسانی پر صبر کرتے ہیں۔ اسی طرح جیسے

ہمّت والے نیزے اور خنجر کے زخم کھا کر ———

بُردباری دکھاتے ہیں۔

تم یہ سمجھ رہے ہو کہ ———

اللہ نے ہمیں وراثت کے حق سے محروم رکھا ہے ——— ؟

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ تَبْغُوْنَ

(وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُكْماً لِقَوْمٍ

يُّوْقِنُوْنَ ؟)

اَفَلَا تَعْلَمُوْنَ ؟ بَلٰى قَدْ تَجَلّٰى

لَكُمْ كَالشَّمْسِ الضَّاحِيَةِ —

اَنِّى اِبْنَتُهٗ !

کیا ——

جاہلیت کا طرزِ عمل ——

اختیار کرنا چاہتے ہو —— ؟!

حالانکہ ——

یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کوئی نہیں۔ [۱]

کیا تم ان باتوں سے واقف نہیں ہو —— ؟

اور یہ حقیقت تو دوپہر کے سورج کی طرح عیاں ہے کہ میں تمہارے رسولؐ کی بیٹی ہوں۔

---

[۱] سورۂ مائدہ۔ آیت ۵۰

۷

وارثِ ضمیرِ رسالتؐ ــــــ اور
فدکؑ کی بات ــــــ !

اَيُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ ءَ اُغْلَبُ عَلٰى اِرْثِيْ ؟

يَابْنَ اَبِيْ قُحَافَةَ اَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ

اَنْ تَرِثَ اَبَاكَ وَلَا اَرِثَ اَبِيْ ؟!

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا فَرِيًّا !

اَفَعَلٰى عَمْدٍ تَرَكْتُمْ كِتَابَ اللّٰهِ

وَنَبَذْتُمُوْهُ وَرَاءَ ظُهُوْرِكُمْ ؟

اِذْ يَقُوْلُ :

(وَ وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ) ،

وَقَالَ فِيْمَا اقْتَصَّ مِنْ خَبَرِ

يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا اِذْ قَالَ :

مسلمانو ـــــ !

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنے قانونی حق اپنے ورثے سے
زبردستی محروم کیے جانے پر خاموش رہوں ؟

اے ابو قحافہ کے بیٹے ـــــ !

خدا کی کتاب میں کیا یہی لکھا ہوا ہے ـــــ
کہ ـــــ

تمھیں تو اپنے باپ کا ورثہ مل جائے ـــــ اور
مجھے اپنا ترکۂ پدری نہ ملنے پائے !

یہ بڑے اچنبھے میں ڈال دینے والی بات ہے !

اچھا ! بتاؤ تو سہی ! تم لوگوں نے جان بُوجھ کر کتاب سے
رشتہ توڑ کر اُسے پیٹھ پیچھے ڈال دیا ہے۔

ورنہ قرآن تو ہانکے پُکارے کہہ رہا ہے کہ :

"سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث قرار پائے۔" [1]

اور یحییٰؑ ابنِ زکریاؑ کے بارے میں ارشاد ہوا کہ ـــــ
اللہ کے خاص بندے زکریاؑ نے یوں دعا کی تھی :

---

[1] سورۂ نمل۔ آیت : ۱۶

(فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِیْ
وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ)

وَقَالَ :(وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ
اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ)

وَقَالَ :(يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِكُمْ
لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ)۔

وَقَالَ :

(اِنْ تَرَكَ خَيْرًا اِلْوَصِيَّةُ
لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ)

پروردگارا ـــــ!

" تو اپنے کرم سے مجھے ایک ایسا جانشین مرحمت کردے ـــــ

جو ـــــ

میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوبؑ کا ورثہ بھی اسی کو ملے۔" [۱]

نیز خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے :ـــــ

" اور اللہ کی کتاب میں ہے کہ خون کا رشتہ رکھنے والے ہی ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔" [۲]

اس کے علاوہ ـــــ

یہ بھی اسی کا فرمان ہے :ـــــ

" اللہ تمھاری اولاد کے بارے میں یہ ہدایت کرتا ہے کہ مَرد کا حصّہ دو عورتوں کے حصّے کے برابر ہے۔" [۳]

پھر یہ بھی اُسی کا حکم ہے :ـــــ

" اگر کوئی مرنے والا کچھ مال و دولت چھوڑ جائے تو والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے لیے حسبِ دستور وصیّت کر جائے۔ یہ پرہیزگاروں پر ایک حق ہے۔" [۴]

---

[۱] سورۂ مریم۔ آیت : ۵، ۶ [۲] سورہ انفال۔ آیت : ۷۵

[۳] سورۂ نساء۔ آیت : ۱۱ [۴] سورہ بقرہ۔ آیت : ۱۸۰

وَزَعَمْتُمْ اَنْ لَاحُظْوَةَ لِیْ وَلَا اَرِثَ

مِنْ اَبِیْ وَلَا رَحِمَ بَیْنَنَا ؟!

اَفَخَصَّکُمُ اللّٰہُ بِاٰیَۃٍ اَخْرَجَ مِنْہَا

اَبِیْ ؟

اَمْ ہَلْ تَقُوْلُوْنَ اَہْلُ مِلَّتَیْنِ

لَا یَتَوَارَثَانِ ؟

اَوَلَسْتُ اَنَا وَ اَبِیْ مِنْ اَہْلِ مِلَّۃٍ وَاحِدَۃٍ ؟

اَمْ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِخُصُوْصِ الْقُرْاٰنِ

وَعُمُوْمِہٖ مِنْ اَبِیْ وَابْنِ عَمِّیْ ؟

فَدُوْنَکَہَا مَخْطُوْمَۃً مَرْحُوْلَۃً

تَلْقَاکَ یَوْمَ حَشْرِکَ ،

ان تمام دلائل کے باوجود ـــــــــ

پھر بھی تم سمجھتے ہو کہ میری کوئی حیثیت نہیں، میں کوئی حق نہیں رکھتی، میں اپنے باپ کی وارث نہیں، میرا ان سے کوئی رشتہ نہیں ؟

بتاؤ تو سہی ـــــــ !

اللہ نے تمھارے لیے کوئی ایسی خاص آیت نازل کی تھی جس کا اطلاق میرے باپ پر نہیں ہوتا ؟

اور کہیں یہ تو نہیں سمجھ بیٹھے ہو کہ ـــــــ

دو الگ الگ مذہب رکھنے والے ـــــــــ

ایک دوسرے کے وارث نہیں قرار پاتے۔

کلمہ پڑھنے والو ـــــــ !

سچ بتاؤ۔

میں، اور میرے باپ، ایک دین ایک مذہب سے تعلق نہیں رکھتے؟

یا پھر تم لوگ قرآن کے خاص اور عام احکام کے بارے میں میرے پدرِ بزرگوار اور میرے شریکِ حیات سے زیادہ جانتے ہو؟

اچھا لو ! سواری پر کاٹھی کسی ہوئی ہے ـــــــ

یہ مہار، وہ راستہ۔

چلو ـــــــ ! اب حشر میں ملاقات ہوگی۔